بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسول الکریم　　و علیٰ عبد ہ المسیح الموعود

آمدنِ عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو

معزز قارئین کرام

میثاق النبیین

اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے:۔

’’ وَاِذْ اَخَذَاللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْ تُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَامَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ o فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ o‘‘ (ال عمران آیت=۸۲۔۸۳)

ترجمہ۔اور جب اللہ نے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اِس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اُس پر ایمان لانا اور ضرور اُسکی مدد کرنا، فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اِس پر میری طرف سے ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ اُنہوں نے کہا تھا، ہاں ہم اِقرار کرتے ہیں، فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔اب جو (شخص) اِس عہد کے بعد پھر جائے تو ایسے لوگ فاسق ہونگے۔

یہ وہ میثاق النبیین ہے جسکے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اُسکے بعد آنیوالے مصلح کی خبر دی تھی۔اللہ تعالیٰ اِس میثاق النبیین کے مطابق مصلحین کو بھیج کر اُمتوں یا جماعتوں کا امتحان لیتا رہا ہے کہ آیا وہ اپنے دعویٰ ایمان میں سچی تھیں یا کہ نام کی مومن۔مذہب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر نئے آنیوالے مصلح کی مدلل اتمامِ حجت کے باوجود اُسکی قوم یا جماعت نے میثاق النبیین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اُس کا اِنکار کر دیا۔مثلاً حضرت مسیح ابن مریمؑ ،حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت مرزا غلام احمدؑ یہ سب میثاق النبیین کے مطابق آنیوالے موعود مصلحین تھے اور اِنکی قوموں نے بڑی دلیری کیساتھ ان سب کا اِنکار کیا تھا۔جس طرح یہودیوں،عیسائیوں اور مسلمانوں کی آزمائش ہو چکی ہے اِسی طرح ضرور تھا کہ افراد جماعتِ احمدیہ کی بھی آزمائش ہوتی کہ آیا وہ امام آخرزماں پر ایمان لانے میں سچے ہیں یا کہ برائے نام مومن۔اِسی غرض کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بھی میثاق النبیین کے مطابق اپنے بعد ایک ’’زکی غلام‘‘ جِسے آپؑ نے ’’مصلح موعودؑ‘‘ کا لقب دیا ہے وعدہ بخشا تھا۔جس طرح پہلی قوموں نے اپنے موعودوں کا اِس لیے اِنکار کیا تھا کیونکہ وہ موعود اِن قوموں کی خودساختہ اُمنگوں اور خواہشات کے مطابق ظاہر نہیں ہوئے تھے۔آج جماعتِ احمدیہ بھی پہلی اُمتوں اور قوموں کی طرح پیشگوئی ’’زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعودؑ‘‘ کی وجہ سے ایک زبردست آزمائش میں داخل ہو چکی ہے۔پیشگوئی مصلح موعود کی غرض وغایت بھی یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ معلوم کرے کہ کونسے احمدی اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہیں اور کونسے برائے نام احمدی۔؟کونسے احمدی اُس کلام اللہ جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا اور جو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر نازل ہوا کی پیروی کرنیوالے ہیں اور کونسے اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنیوالے ہیں۔؟

غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر اِلہامات کا ترتیب وار نزول

یادرہے کہ ’’زکی غلام مسیح الزماں‘‘ سے متعلق مبشر کلام اِلٰہی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیّہ پر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے لے کر ۶،۷۔نومبر ۱۹۰۷ء تک مختلف اوقات میں ترتیب وار جس طرح نازل ہوا تھا خاکسار اِس کا پہلے ذکر کر چکا ہے۔غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق آخری دو (۲) مبشر اِلہامات جو حضورؑ پر نازل ہوئے تھے خاکسار یہاں اِن کا بطور خاص ذکر کرنا چاہتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱) اکتوبر ۱۹۰۷ء۔’’(۵) اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ (۶) یَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَکِ ۔ (۷) ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت۔‘‘ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔(تذکرہ ۶۲۲ بحوالہ بدر جلد ۶ نمبر ۴۴ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

(۲) ۶،۷۔نومبر ۱۹۰۷ء۔’’سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا .رَبِّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً .اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُہٗ یَحْیٰی .اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ.......... آمدنِ عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔‘‘میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰی ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔۔۔۔۔عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰،۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

جیسا کہ خاکسار اپنے مضامین میں بار ہا بتا چکا ہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ایک زکی غلام کی بشارت بخشی تھی۔حضورؑ

نے اِس ’’زکی غلام‘‘ کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا تھا کہ یہ زکی غلام میرا کوئی جسمانی لڑکا ہوگا اور آپ اپنے اِس خیال یا اِجتہاد پر اپنی وفات تک قائم رہے۔مزید یہ بھی کہ اِسی ’’زکی غلام‘‘ کو حضورؓ نے مصلح موعود قرار دیا ہے۔۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے ڈیڑھ سال بعد مورخہ ۷۔اگست ۱۸۸۷ء کے دن حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔آپؑ نے اپنے اِس فرزند کا نام بشیر احمد رکھا۔اِسی دن آپؑ نے ایک اِشتہار بنام ’’خوشخبری‘‘ شائع فرمایا۔آپؑ اِس اِشتہار کا آغاز اِس طرح فرماتے ہیں:۔

’’اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولّد کیلئے میں نے اِشتہار ۸۔اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اِطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اِسکے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔آج ۱۶۔ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا۔فالحمدللہ علیٰ ذٰ لک۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۴۱)

آپؑ نے بشیر احمد کی پیدائش پر اِسے ’’مولود مسعود‘‘ کا نام دے کر اِس کے متعلق پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا واضح اشارہ فرما دیا تھا لیکن رضائے اِلٰہی کے تحت یہ بچہ پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴۔نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہو گیا۔بشیر احمد اول کی وفات کے بعد حضورؑ کافی محتاط ہو گئے۔بعد ازاں آپکے گھر میں یکے بعد دیگرے تین لڑکے بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد پیدا ہوئے لیکن آپ نے صرف اِنکے نام بطور تفاؤل رکھے اور اِن میں سے کسی کے متعلق بھی مصلح موعود ہونے کا کوئی واضح اِشارہ نہ دیا۔حتیٰ کہ ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء میں آپکے ہاں چوتھا لڑکا مبارک احمد پیدا ہوا اور اِس لڑکے کی پیدائش پر آپؑ نے بانگ دہل اِعلان فرما دیا کہ یہی لڑکا ’’تین کو چار کرنیوالا‘‘ اور پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہے۔اِس کی تفصیل میرے دیگر مضامین میں موجود ہے لہٰذا یہاں اِس کا ذکر چھوڑتا ہوں۔بعد ازاں ۱۶۔ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن یہ لڑکا مبارک احمد بھی فوت ہو گیا۔صاحبزادہ مبارک احمد ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کے دن پیدا ہوئے تھے۔زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق اِلہامات کی ترتیب ہمیں بتا رہی ہے کہ صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش کے بعد بھی زکی غلام اور حلیم غلام کی بشارات متواتر نازل ہوتی رہیں اور اُسے ایک اِلہام میں مثیل مبارک احمد بھی فرمایا گیا یعنی وہ غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود مبارک احمد کے بعد اُسکے مثیل کے طور پر پیدا ہوگا۔بعد ازاں یہ مثیل مبارک احمد یا غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود حضورؑ کے گھر میں پیدا نہ ہوا تا وقتیکہ آپؑ ۲۶۔مئی ۱۹۰۸ء کو اِس دارِ فنا سے کوچ کر گئے۔مخالفین نے پہلے بشیر احمد اول کی وفات پر بھی بہت مخالفانہ شور مچایا تھا۔جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’اِس (بشیر اول کی موت) موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ اِلہام ہوا:۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ. قَالُوْا تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَکُوْنَ مِنَ الْھَالِکِیْنَ. شَاھَتِ الْوُجُوْہُ فَتَوَلَّ عَنْھُمْ حَتّٰی حِیْنٍ. اِنَّ الصَّابِرِیْنَ یُوَفّٰی اَجْرُھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ. ترجمہ۔اب خدا تعالیٰ نے ان آیات میں صاف بتلا دیا کہ بشیر کی موت لوگوں کی آزمائش کیلئے ایک ضروری اَمر تھا۔اور جو کچے تھے، وہ مصلح موعود کے ملنے سے نا اُمید ہو گئے۔اور اُنہوں نے کہا کہ تو اِسی طرح اِس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا۔یہاں تک کہ قریب المرگ ہو جائے گا یا مر جائے گا۔سو خدا تعالیٰ نے مجھے فرما دیا۔کہ ایسوں سے اپنا منہ پھیر لے۔جب تک وہ وقت پہنچ جائے۔اور بشیر کی موت پر جو ثابت قدم رہے اُن کے لیے بے اندازہ اجر کا وعدہ ہوا۔یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔اور کوتہ بینوں کی نظر میں حیرتناک۔‘‘ (تذکرہ صفحہ ۱۳۰ بحوالہ مکتوب ۴۔دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ)

اور اب مبارک احمد کی وفات پر بھی اِن مخالفین نے بہت مخالفانہ شور مچایا۔جیسا کہ آپؑ ۵۔نومبر ۱۹۰۷ء کے اِشتہار بعنوان ’’تبصرہ‘‘ میں رقم فرماتے ہیں:۔

’’واضح ہو کہ میں نے اِس ہفتہ کے اخبار عام میں اِسکے پہلے کالم میں ہی پڑھا ہے کہ بعض کوتاہ اندیش لوگوں نے میرے فرزند مبارک احمد کی وفات پر بڑی خوشی ظاہر کی ہے۔بلکہ دوسرے بعض اخباروں میں بھی بڑے زور سے اِس واقعہ کو ظاہر کر کے یہ رنگ اِس پر چڑھایا ہے کہ گویا اِن میں سے کسی کا مباہلہ میں فتحیاب ہونا اِس سے ثابت ہوتا ہے۔ہم اِس جگہ زیادہ لکھنا نہیں چاہتے کیونکہ جھوٹ کی سزا دینے کیلئے خدا تعالےٰ کافی ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۵۸۶)

جیسا کہ خاکسار بتا چکا ہے کہ حضورؑ ’’زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود‘‘ کو اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اپنے گھر میں اُسکے تولّد کا آخری وقت تک اِنتظار کرتے رہے۔جیسا کہ سیدہ نواب مبارکہ بیگم کی درجِ ذیل شہادت سے بھی ظاہر ہے۔آپ فرماتی ہیں:۔

’’یہ درست ہے کہ حضرت اماں جان ناصر احمد کو بچپن میں اکثر یحییٰ کہا کرتی اور فرماتی تھیں کہ یہ میرا مبارک ہے۔یحییٰ ہے جو مجھے بدلہ مبارک کے ملا ہے۔مبارک احمد کی وفات کے بعد کے اِلہامات بھی شاہد ہیں کہ ایک بار میرے سامنے بھی مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اماں جانؓ سے بڑے زور سے اور یقین دلانے والے الفاظ میں فرمایا تھا کہ تم کو مبارک کا بدلہ جلد ملے گا۔بیٹے کی صورت میں یا نافلہ (پوتے) کی صورت میں۔‘‘ (حیاتِ ناصر جلد اول صفحہ ۱۴ بحوالہ بشارات ربانیہ صفحہ ۱۸)

آگے بڑھنے سے پہلے خاکسار متذکرہ بالا حوالہ کی روشنی میں یہاں چند باتوں کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

(۱) یہ حوالہ میرے اِس بیان کی تصدیق کرتا ہے کہ حضورؑ ''زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود'' کے اپنے ہاں تَوَلُّد کیلئے آخری وقت منتظر رہے۔لیکن بعدازاں حالات نے یہ ثابت کردیا کہ یہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود آپکا کوئی جسمانی فرزند نہیں تھا۔اگر یہ زکی غلام آپکا جسمانی فرزند ہوتا تو ضرور آپکے ہاں پیدا ہوتا۔

(۲) حضرت اماں جانؓ کا مرزا ناصراحمد کے متعلق یہ فرمانا کہ ''یہ میرا مبارک ہے۔یحیٰی ہے جو مجھے بدلہ مبارک کے ملا ہے۔'' اِسکے متعلق یہ عرض ہے کہ صاحبزادہ مبارک احمد حضرت اماں جانؓ کا سب سے چھوٹا اور پیارا بیٹا تھا اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اُسے زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود بھی قرار دے چکے تھے۔مزید حضورؑ اپنی زوجہ محترمہ کو یہ تسلی بھی دے چکے تھے کہ تجھے مبارک احمد کا بدل ضرور ملے گا خواہ بیٹے کی صورت میں یا نافلہ کی صورت میں۔بعدازاں حضورؑ کے گھر میں کوئی لڑکا تو پیدا نہ ہوا لہٰذا حضرت اماں جانؓ کا اپنے پوتے مرزا ناصراحمد کے متعلق یہ خیال کرلینا اور اُسکے متعلق یہ کہنا کہ ''یہ میرا مبارک ہے۔یحیٰی ہے جو مجھے بدلہ مبارک کے ملا ہے۔'' کوئی مضائقہ کی بات نہیں تھی۔یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ عام انسانوں یا برگزیدہ بندوں کا کوئی خواہش کرنا یا تمنّا کرنا کوئی گناہ نہیں ہے۔ہاں اپنے بندے کی کسی خواہش کو پورا کرنا یا نہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے اِختیار میں ہے۔بندے کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں اور وہ صرف دُعا کرسکتا ہے۔یہاں میں ایک بار پھر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کی مثال دیتا ہوں۔اِس اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ نے زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا تھا کہ یہ میرا جسمانی لڑکا ہوگا۔یہ حضورؑ کی تمنا تھی۔لیکن آگے اِس تمنا کو پورا کرنا یا اپنی کسی مخفی حکمت کے تحت پورا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام تھا۔اِس میں اِنسانوں کا دخل نہیں ہے۔بعدازاں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی حکمت کاملہ کے تحت یہ زکی غلام حضورؑ کی خواہش کے مطابق آپکے گھر میں پیدا نہ کیا۔یہ اللہ تعالیٰ کا فعل تھا اور اس میں دخل دینا یا اِس پر کوئی اعتراض کرنا کسی متقی یا صالح اِنسان کا کام نہیں ہے۔بالکل اِسی طرح مرزا ناصراحمد کے متعلق حضرت اماں جانؓ کا یہ فرمانا کہ ''یہ میرا مبارک ہے۔یحیٰی ہے جو مجھے بدلہ مبارک کے ملا ہے۔'' یہ حضرت اماں جانؓ کی خواہش تھی۔جس طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا زکی غلام کے متعلق لڑکا کا خیال کرنے سے وہ آپکا جسمانی لڑکا نہیں بن گیا تھا اِسی طرح حضرت اماں جانؓ کا مرزا ناصراحمد کے متعلق یہ الفاظ (یہ میرا مبارک ہے۔یحیٰی ہے جو مجھے بدلہ مبارک کے ملا ہے) کہنے سے وہ مثیل مبارک احمد یا یحیٰی نہیں بن گیا تھا۔ہاں حضرت اماں جانؓ کی یہ ایک خواہش تھی جس کا اُنہوں نے یہ الفاظ (یہ میرا مبارک ہے۔یحیٰی ہے جو مجھے بدلہ مبارک کے ملا ہے) کہہ کر اظہار فرمایا تھا۔آگے مرزا ناصراحمد کو یا حضرت اماں جانؓ کے کسی بھی دوسرے پوتے کو مثیل مبارک احمد یا یحیٰی بنانا اللہ تعالیٰ کا کام تھا۔لیکن بعدازاں حالات نے ثابت کردیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی حکمت کاملہ کے تحت نہ مرزا ناصر احمد کو اور نہ ہی حضرت اماں جانؓ کے کسی دوسرے پوتے کو مثیل مبارک احمد اور یحیٰی نہیں بنایا۔اگرچہ حضرت اماں جانؓ کے دو پوتے مرزا ناصراحمد اور مرزا طاہراحمد بالترتیب خلیفہ ثالث اور خلیفہ رابع بھی بنے تھے لیکن اِن میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ نے مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود نہیں بنایا تھا۔بعض مرغِ دست آموز قسم کے خوشامدی مولویوں نے مرزا ناصراحمد کے متعلق نافلہ موعود کا نعرہ ضرور بلند کیا تھا لیکن یہ یاد رہے کہ مولویوں یا لوگوں کے کہنے سے کوئی نافلہ موعود نہیں بن جایا کرتا۔ہاں جنہیں اللہ تعالیٰ کچھ بنایا کرتا ہے تو وہ سٹیج پر کھڑے ہوکر دلائل کیساتھ لوگوں کو بتایا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں یہ بنایا ہے اور اُنکے دلائل اتنے قوی ہوتے ہیں کہ اُنہیں ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔لیکن مرزا ناصراحمد اور مرزا طاہراحمد کے متعلق کوئی ایسی بات ثابت نہیں کہ اُن میں سے کسی نے بھی سٹیج پر کھڑے ہوکر دلائل کیساتھ اپنا نافلہ موعود ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہو۔بعدازاں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اِسی مثیل مبارک احمد کا اِنتظار کرتے کرتے بالآخر ۲۶۔مئی ۱۹۰۸ء کے دن لاہور میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔اِناللہ واِنا الیہ راجعون

زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد کے متعلق مرزا محمود احمد کا ۱۹۰۸ء میں مؤقف

حضورؑ کی وفات کے بعد حق کے مخالفین ایک بار پھر بغلیں بجانے لگ گئے کہ وہ زکی غلام اور وہ مثیل مبارک احمد اور یحیٰی (مصلح موعود) تو مرزا صاحب کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا ہے۔اُنہوں نے یہ کہنا بھی شروع کردیا کہ نعوذ باللہ اگر مرزا صاحب صادق ہوتے تو یہ زکی غلام اُنکے گھر میں ضرور پیدا ہوتا۔اِس مخالفت کے وقت مرزا بشیرالدین محمود احمد اُنیس (۱۹) سال کے نوجوان تھے اور آپ رسالہ تشحیذ الاذہان کے ایڈیٹر بھی تھے۔آپ نے مخالفین کے اِن اعتراضوں کا جواب اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان میں دینا شروع کیا۔زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیلِ مبارک احمد جس کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا تھا سے متعلق مبشر اِلہامات بطورِ خاص وہ مبشر اِلہامات جو مرزا مبارک احمد کی وفات کے بعد نازل ہوئے کے سلسلہ میں مخالفین کے اِعتراضات کا جوابات دیتے ہوئے آپ رسالہ تشحیذ الاذہان میں لکھتے ہیں:۔

(۱) ''اور پھر یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ زبان کے لحاظ سے بھی بیٹا آئندہ نسل کے کسی فرد پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ عربی میں اس طرح کثرت سے اِستعمال ہوتا ہے چنانچہ اکثر قبیلوں کے نام اُنکے کسی بزرگ کے نام پر ہوتے ہیں اور وہ اُسکی اولاد کہلاتی ہیں۔۔۔۔جب دنیا اپنے طور پر ایک شخص کو صدیوں گذرنے کے بعد بھی ایک دوسرے شخص کا بیٹا قرار دیتی ہے اور عمر بن عبدالعزیز اور ہارون الرشید اُمیہ اور عباس کے لڑکے کہلاتے ہیں تو کیا وجہ کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی آئندہ ہونیوالے لڑکے کو اُنکے لڑکے کے نام

سے پکارنہ سکے۔کیاوہ کام جس کا اِنسان کواختیار ہے خدا اُسکے کرنے سے معذور ہے۔؟یا جب دنیا کے طالب ایک شخص کوکسی پہلے گزرے ہوئے شخص سے نسبت دیتے ہیں حالانکہ وہ اُس کا مستحق نہیں ہوتا تو کیا خدا جوخوب جانتا ہے کہ کون کس سے نسبت دیئے جانے کے لائق ہے ایسا نہیں کرسکتا۔؟ آج وہ سیّد جو ہزاروں قسم کی بدیوں میں مبتلا ہیں اور لاکھوں گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور سینکڑوں قسم کی بدکاریاں صبح اورشام اُن سے سرزد ہوتی ہیں اور وہ جنکے اقوال ایک شریف آدمی کی زبان پرنہیں لائے جاسکتے۔اور جنکے افعال ایسےنہیں ہیں کہ نیکوں کی مجلس میں اُنکا ذکر بھی کیا جائے تو آلِ محمدؐ کہلانے کے مستحق ہیں مگر حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی لڑکے کو اگر خداتعالیٰ نے کسی مصلحت کی وجہ سے اُنکا لڑکا قرار دیا اور اُسکے وجود کی اُنکو بشارت دی تو وہ ناجائز ٹھہرا۔کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا اِن سے بھی زیادہ محدود طاقتوں والا ہے۔؟ یا اُس کو نسبت دینے کا علم نہیں اور وہ اِس بارہ میں غلطی کر بیٹھا ہے۔؟ (نعوذ باللہ) آج سینکڑوں نہیں ہزاروں لیکچرار اپنی تقریریں میں زور زور سے چلا چلا کر کہتے ہیں کہ اے بنی آدم ایسا مت کریا ایسا کرو مگر اُن سے کوئی نہیں پوچھتا کہ ہمارے باپ کا نام تو آدم نہ تھا پھر تم کیوں ہم کو اِس نام سے پکارتے ہو۔مگر حضرت صاحب کی نسل میں سے ایک بچہ کو اگر اُنکا لڑکا قرار دیا گیا تو کونسا اندھیر آگیا۔ کفیٰ ھٰذا کا اِلہام صاف ثابت کرتا ہے کہ بیٹے کے اِلہام آئندہ نسل کے کسی لڑکے کی نسبت ہیں اور پھر وہ اِلہام جس میں ہے کہ تیری اولاد تیرے نام سے مشہور ہوگی۔اِسکی اور بھی تائید کرتا ہے کہ آئندہ نسل کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا کہا جاسکتا ہے اور خداتعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ کون اُنکا بیٹا ہونے کے لائق ہے اس لیے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کردے خبر دی جائے اور اُسکو حضرت صاحب کا بیٹا قرار دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ نبی کریمؐ نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہلِ فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی فاطمہ میں سے ہے پس کیا اہلِ فارس خود حضرت فاطمہ کے لڑکے بن جاتے ہیں۔اور پھر اِس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جیسے قرآن واحادیث میں کثرت سے یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ سے اگر خداتعالیٰ نے اِس رنگ میں کلام کیا تو کیا حرج واقع ہوا مثلاً۔قرآن شریف میں یہودیوں کو بار بار بنی اسرائیل کے نام سے پکارا جاتا ہے حالانکہ اِسرائیل کو فوت ہوئے قریباً اڑھائی ہزار برس گذر گئے تھے اور یہودیوں کو پھر بھی خداتعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نام سے پکارا ہے اگر یہ محاورہ عرب کا نہ ہوتا اور کتب اِلٰہیہ میں ایسا طریق نہ ہوتا تو اُس وقت کے یہودی جو بات بات پر اعتراض کرتے تھے فوراً بول اُٹھتے اور شور مچا دیتے کہ دیکھو ایسا مت کہو ہم بنی اسرائیل نہیں۔اور اپنے والدین کا نام بتاتے کہ اُنکی اولاد سے ہیں اور پھر قرآن شریف میں حضرت اِبراہیمؑ کی نسبت آتا ہے کہ وَوَھَبْنَا لَہٗ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ یعنی ہم نے حضرت اِبراہیمؑ کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ عطا کیے حالانکہ حضرت یعقوبؑ حضرت اِبراہیمؑ کے بیٹے نہ تھے بلکہ حضرت اِسحٰقؑ کے لڑکے تھے پس معلوم ہوا کہ خدا کے کلام میں ایسا آجاتا ہے اور اِس میں اِعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔''

(رسالہ تشحیذ الاذہان ولیم۔۳ نمبر ۶۔۷ صفحات ۲۹۷ تا ۳۰۰۔مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

(۱۱)''غور کرو کہ قرآن شریف میں صاف آتا ہے وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ط ھُوَ اجْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ ط ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ. (پارہ ۱۷۔سورۃ حج رکوع ۱۰) اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی وہ دین جو تمہارے باپ اِبراہیمؑ کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔اب کیا اِن آیات سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کے باپ کا نام اِبراہیم ہوتا ہے۔نہیں ہرگز نہیں۔اِس کا مطلب یہ ہے کہ جو حضرت اِبراہیمؑ کی طرز پر کام کرتا اور اُنکے بتائے ہوئے رستہ پر چلتا ہے اور اِسلام قبول کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایسا ہے جیسے اِبراہیمؑ کا بیٹا۔ورنہ یہ بات تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کی سینکڑوں قومیں ایسی ہیں جو اِسلام میں داخل ہیں مگر حضرت اِبراہیم کی نسل سے نہیں اور نہ اُنکی قوم کا حضرت اِبراہیم کے خاندان سے کوئی تعلق ہے پس جب خداتعالیٰ نے ہر ایک اُس شخص کو جو مسلمان ہوتا ہے اور خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے حضرت اِبراہیمؑ کا بیٹا قرار دیا اور بیٹے کے لفظ کو اِس قدر وسیع کردیا کہ بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل کی بھی کوئی شرط نہ رکھی تو پھر اگر آج اُس خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی کو اُنہیں کا بیٹا قرار دیا تو کیا حرج ہے جبکہ آج بیس کروڑ اِنسان جو مسلمان کہلاتے ہیں خواہ عرب کے رہنے والے ہوں یا شام کے۔غرضیکہ ایران افغانستان ہندوستان چین جاپان کے علاوہ یورپ وامریکہ کے باشندے بھی حضرت اِبراہیمؑ کے بیٹے کہلا سکتے ہیں۔اور خداتعالیٰ قرآن شریف میں اُنکو اِبراہیم کے بیٹے قرار دیتا ہے تو ایک شخص کو اگر حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا قرار دیا گیا تو کیا غضب ہوا۔ پھر حدیث دیکھتے ہیں تو اِس میں بھی بہت سے ایسے محاورات پاتے ہیں مثلاً معراج کی رات جب آنحضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے حضرت اِبراہیمؑ کی نسبت پوچھا کہ یہ کون ہیں تو اُنکو اُنہوں نے جواب میں کہا ھٰذا ابوک صالحاً یعنی یہ تیرا نیک باپ ہے،اور ایسا ہی حضرت آدمؑ کی نسبت فرمایا پس جب قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے تو پھر حضرت اقدسؑ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے کہ اُنکو ایک لڑکے کا وعدہ تھا جو پورا نہ ہوا۔خدا کے وعدے ٹلا نہیں کرتے اور وہ پورے ہوکر رہتے ہیں اِسی طرح یہاں بھی ہوگا۔اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داوٗد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا۔اور اِس میری بات کی تائید خود حضرت اقدسؑ کے اِس اِلہام سے بھی ہوتی ہے جو میں اوپر درج کر آیا ہوں یعنی کفیٰ ھٰذا۔جسکے معنے یہ تھے کہ حضرت اقدسؑ کے ہاں اب نرینہ اولاد نہ ہوگی چنانچہ اُسکے بعد دو لڑکیاں ہوئیں اور لڑکا کوئی نہیں ہوا۔اور

خودحضرت اقدسؑ کا بھی یہی خیال تھا کیونکہ اُنہوں نے بھی ایک اِلہام جس میں بیٹے کی بشارت تھی اپنے پوتے پر لگایا تھا ورنہ اگر اُنکو یہ خیال ہوتا کہ میرے ہی بیٹا ہوگا تو پوتے پر کیوں لگاتے۔ سمجھتے کہ آئندہ بیٹا ہوگا اور وہ اِلہام پورا ہوجائے گا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ وہ اِلہامات کسی آئندہ نسل کے لڑکے کی نسبت تھے خواہ پوتا ہو یا پڑپوتا ہو یا کچھ مدت بعد ہو۔'' (رسالہ تشحیذ لاذہان والیم۔۳ نمبر ۶۔۷۔صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۳۔مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

(iii) ''نبی کریم ﷺ نے ریل کی سواری کی خبر دی تھی جو آجکل آکر پوری ہوئی تو کیا بیچ کی بارہ صدیوں کے لوگ دین اِسلام کو ترک کر دیتے اور کفر اِختیار کر لیتے کہ وہ نئی سواری کا وعدہ پورا نہیں ہوا۔ پس جب سب نبیوں سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور اُنہوں نے آئندہ زمانہ کی خبریں بھی دی ہیں تو اگر حضرت مسیح موعودؑ نے کچھ آئندہ کی خبریں دی اور بتایا کہ میری نسل میں سے ایک ایسا لڑکا ہوگا ہیبت اِس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اُس کی مدد کیلئے اُتر آیا تو کیا ہوا اِس سے تو اُنکی اور بھی سچائی ثابت ہوگی اور اُس وقت کے لوگ اِس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھیں گے اور مزہ اُٹھائیں گے۔ آجکل کے لوگوں سے جو وعدے ہیں وہ اُن پر غور کریں اور اُن پر جو شکوک ہیں وہ بیان کریں اور توبہ اِستغفار ساتھ کرتے رہیں تا اُنہیں اصل حقیقت معلوم ہو اور خدا اپنے خاص فضل سے اُن پر سچائی کھول دے اور وہ صراطِ مستقیم دیکھ لیں تا کہ ہلاکت سے بچ جائیں۔ ورنہ جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں یہ بیٹے کی پیشگوئی تو کسی ایسے لڑکے کی نسبت ہے، جو آپکی نسل سے ہوگا اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اُسکے ساتھ ہوگی۔ اور یہ بھی میں ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت اقدسؑ کے اِلہامات میں ہی اِس قسم کے اِستعارہ نہیں ہیں بلکہ پہلے نبیوں کے کلام میں قرآن و حدیث میں بھی ہیں کہ بیٹا کہا جاتا ہے اور مراد نسل میں سے کوئی آدمی ہوتا ہے۔'' (رسالہ تشحیذ لاذہان والیم۔۳ نمبر ۶۔۷۔صفحہ ۳۰۵۔مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) کے متعلق نازل ہونے والے اِلہامات کے متعلق یہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اُس وقت کے خیالات اور عقائد ہیں جب آپکی عمر صرف اُنیس (۱۹) سال تھی۔ قارئین کرام مشاہدہ کر رہے ہوں گے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے اِس مضمون میں حضورؑ کے اِلہامات کی تشریح (سوائے ایک غلط فہمی کے) تقویٰ کیساتھ کی ہے۔ مورخہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء رسالہ تشحیذ لاذہان کے والیم۔۳ نمبر ۶۔۷۔صفحات ۲۹۷ تا ۳۰۵ پر مرزا بشیر الدین محمود احمد کی شائع شدہ اِس تحریر سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ خاکسار ذیل میں بتوفیق ایزدی اِسکے متعلق کچھ عرض کرتا ہے:۔

(۱) جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے رسالہ تشحیذ لاذہان میں اپنے اِس مضمون میں بڑی صاف گوئی اور تقویٰ کیساتھ یہ فرما کر کہ ''اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا۔'' واضح کیا تھا کہ زکی غلام اور حلیم غلام یعنی مثیلِ مبارک احمد سے متعلق مبشر کلام اِلٰہی جو حضورؑ پر آپکی وفات تک نازل ہوتا رہا، اِس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ بالفاظ دیگر اِس کا مطلب یہ تھا کہ حضورؑ کے ۱۹۰۸ء میں موجود لڑکے (مرزا بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) زکی غلام اور حلیم غلام یعنی مثیل مبارک احمد سے متعلق مبشر اِلہامات کے مصداق نہیں تھے۔

(۲) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اِسی زکی غلام کو جس کی بشارت ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے لے کر ۶، ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہی مصلح موعود قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس زکی غلام مسیح الزماں کا مفصل ذکر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں فرمایا ہے۔

(۳) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے اِس مضمون میں آئندہ پیدا ہونے والے اِس عظیم الشان وجود کے متعلق یہ فرما کر کہ (i) ''اس لیے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کر دے خبر دی جائے'' (ii) ''ہیبت اِس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اُس کی مدد کیلئے اُتر آیا'' (iii) ''اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اُسکے ساتھ ہوگی'' دراصل اُسی زکی غلام کا ہی ذکر فرمایا ہے جس کی یہ صفات ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں موجود ہیں۔

(۴) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے اِس مضمون میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۹ (وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ. (پارہ ۱۷۔سورۃ حج رکوع ۱۰) اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی وہ دین جو تمہارے باپ اِبراہیمؑ کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔) کا حوالہ دے کر یہ بتایا ہے کہ روحانی یا مذہبی دنیا میں کسی عظیم الشان برگزیدہ بندے کا بیٹا ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی پیروکار اُس عظیم الشان برگزیدہ بندے کی صُلب میں سے ہی ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں سیّدنا حضرت اِبراہیمؑ کو ہم سب مسلمانوں کا باپ قرار دیا ہے۔ اِسی طرح آنحضرت ﷺ ہم سب مسلمانوں کے باپ ہیں اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ بھی اِسی طرح ہم سب احمدیوں کے باپ قرار پاتے ہیں اور مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے متذکرہ بالا مضمون میں جس عظیم الشان وجود اور جس زکی غلام اور مصلح موعود کا آئندہ زمانے میں پیدا ہونے کا ذکر فرمایا ہے اُسکے تولّد کو ہم متذکرہ بالا سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۹ کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جسمانی نسل تک محدود نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ اُسے حضورؑ کی ذریت یعنی جماعت میں سے ۶۔۷۔

نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد جب چاہے گا اور جہاں چاہے گا پیدا فرمادے گا اور وہ بقول مرزا بشیر الدین محمود احمد حضورؑ کا پانچواں بیٹا کہلائیگا۔ وہ اِسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا بیٹا کہلائے گا جس طرح آپؑ آنحضرت ﷺ کے عظیم الشان بیٹے کہلاتے ہیں۔

(۵) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے اِس مضمون میں بار بار یہ بات کہی ہے کہ وہ آئندہ پیدا ہونیوالا عظیم الشان وجود یعنی زکی غلام حضرت بانئے سلسلہ کی نسل میں سے ہوگا۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے یہ کہنے کی غالباً وجہ یہ تھی کہ حضورؑ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا تھا کہ یہ میرا جسمانی لڑکا ہوگا۔ اَمرِ واقع یہ ہے کہ حضورؑ کا ''زکی غلام'' کے متعلق اپنا جسمانی لڑکا خیال کرنا آپؑ کا محض اپنا اِجتہادی قیاس تھا۔ اور پھر اِسی اِجتہادی قیاس کی بنا پر آپؑ نے درمیان میں پیدا ہونیوالے تین لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد۔ اِنکے نام صرف بطور تفاؤل رکھے گئے تھے) کو چھوڑ کر اپنے دو لڑکوں یعنی پہلے لڑکے (بشیر احمد اول) اور بعد ازاں چوتھے لڑکے (مبارک احمد) پر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود) کو واضح طور پر چسپاں کیا تو نتیجتاً یہ دونوں لڑکے کم عمری میں ہی فوت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلق بعض مبشر اِلہامات میں اُسے ''نافلہ'' بمعنی زائد انعام بھی قرار دیا ہے۔ لیکن جب حضورؑ نے اِس زکی غلام کو ''پوتا'' سمجھ کر اپنے پہلے پوتے (مرزا بشیر الدین محمود احمد کے فرزندِ اکبر مرزا نصیر احمد بحوالہ حقیقۃ الوحی۔ تصنیف ۱۹۰۶ء روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸) پر چسپاں کیا تو وہ پوتا بھی فوت ہوگیا۔ یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو دو مبشر وجودوں کا وعدہ عنایت فرمایا تھا۔ (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا (۲) ایک زکی غلام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق تو یہ وعدہ فرمایا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔'' لیکن زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا ہے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اول اور مبارک احمد) اور پوتے (نصیر احمد) کو وفات دے کر حضورؑ پر اور آپکی معرفت آپکی جماعت پر یہ ظاہر فرما دیا کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود نہ حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا ہے اور نہ ہی وہ آپؑ کا کوئی پوتا ہے اور نہ ہی اُس کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ آپؑ کی صلب میں سے ہو۔ لیکن مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے متذکرہ بالا مضمون میں بار بار حضورؑ کے اِس اِجتہادی قیاس کی بنا پر کہا ہے کہ وہ آپؑ کی نسل میں سے ہوگا۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد ایک طرف تو اپنے مضمون میں یہ کہے جا رہے ہیں کہ ''نبی کریمؐ نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہلِ فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی فاطمہ میں سے ہے پس کیا اہلِ فارس خود حضرت فاطمہ کے لڑکے بن جاتے ہیں'' لیکن ساتھ ہی بار بار حضورؑ کی نسل کی بھی رَٹ لگائے جا رہے ہیں۔ جب وہ جانتے تھے کہ آنحضور ﷺ کے کہنے کے باوجود اہل فارس حضرت فاطمہؓ کی نسل میں سے نہیں بن جاتے۔ یہ صرف بطور محاورہ ہے۔ تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اپنے زکی غلام کے متعلق لڑکا کہہ دینا کیا بطور محاورہ نہیں ہوسکتا۔ میں یہاں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ نہ صرف یہ ''ہوسکتا ہے'' بلکہ ''ہو چکا'' ہے۔ خاکسار نے اِس موضوع پر اپنے دیگر مضامین میں کافی روشنی ڈالی ہوئی ہے لہٰذا یہاں اِتنا لکھ دینا ہی کافی ہے۔

زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد کے متعلق مرزا محمود احمد کے مؤقف میں تبدیلی

یہ بات یاد رکھیں کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے بعد جماعت کے پاس اگر کوئی روحانی سرمایہ ہے تو وہ یہی زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی اِلہامی پیشگوئی ہے۔ اب یہ بات تو مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اپنے مضمون سے قطعی طور پر ثابت ہوچکی ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ۱۹۰۸ء تک زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق اُن کا اپنا مؤقف بھی یہی تھا کہ اِس زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد نے آئندہ زمانے میں حضورؑ کی نسل میں سے پیدا ہونا ہے اور یہ کہ حضورؑ کے زندہ موجود لڑکے بشمول مرزا بشیر الدین محمود احمد زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد نہیں تھے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ لیکن ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء میں خلیفہ ثانی نے مصلح موعود یعنی زکی غلام مسیح الزماں ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اب دیکھتے ہیں کہ بعد ازاں اُن کے اِس مؤقف میں تبدیلی کیسے اور کیوں پیدا ہوئی۔؟ اِس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بڑے بیٹے تھے۔ آپ کو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کا بخوبی علم تھا۔ آپ کی دینی تعلیم و تربیت بھی اپنے وقت کے چوٹی کے علمائے دین کی نگرانی میں ہوئی۔ حضورؑ کے زکی غلام کے متعلق اِجتہادی قیاس کی بدولت اصحاب احمدؑ کی نظریں بھی آپ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات کے بعد لوگوں نے غلط فہمی سے آپ کو مصلح موعود سمجھتے ہوئے خلافت کی مسند پر بٹھایا تھا۔ اور اُن دنوں میں آپ کی جو تقاریر شائع ہوئیں اِن میں بھی لوگوں نے آپ کو مصلح موعود کا نام دیا اور اِس کا ثبوت (alghulam.com کے news سیکشن میں نیوز نمبر ۵) آج تک موجود ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد جس کو بخوبی علم تھا اور اُس کا ۱۹۰۸ء تک یہ مؤقف بھی تھا کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) نے آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا ہے ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ثانی بننے یا بنائے جانے کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد پر اُسکی نفسانی خواہش غالب آنا شروع ہوگئی۔ آہستہ آہستہ اُسکے دِل و دِماغ میں زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود بننے کا بھوت سوار ہوتا گیا جبکہ حضورؑ کے اِلہامات ہمیں

بتاتے ہیں کہ نہ وہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود تھے اور نہ وہ بن سکتے تھے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنی سنت کے برخلاف بنا سکتا تھا۔ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسندِ خلافت پر بیٹھنے کے بعد جب خوشامدی قسم کے افرادِ جماعت اور مولویوں نے اُسکے متعلق مصلح موعود کے الفاظ لکھنے شروع کیے تو اِس وقت تقویٰ کا تقاضا یہ تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ان افرادِ جماعت اور خوشامدی مولویوں کو روکتے اور ڈانٹتے کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود نے تو آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ میں اور میرے دیگر زندہ بھائی تو اِس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے۔ تم میرے متعلق یہ خلافِ عقل اور خلافِ قرآن بات کیوں لکھ رہے ہو۔؟ لیکن چونکہ اُس کا نفس اُس پر غالب آچکا تھا اور اُسکی نیت میں فتور پیدا ہو گیا تھا لہٰذا اُس نے اِن لوگوں کو منع کرنے اور ڈانٹنے کی بجائے اپنا منظورِ نظر بنایا۔ اِس وقت جماعت احمدیہ میں جو متقی اور ہوشمند لوگ تھے جب اُنہوں نے اِن رسالوں پر اعتراضات اُٹھائے تو پھر خلیفہ ثانی صاحب نے اِن رسالوں کو جلوا دیا۔ خاکسار ذیل میں اِسی سلسلہ میں افرادِ جماعت کی توجہ چند نکات کی طرف مبذول کرواتا ہے:۔

☆۔ اِس میں شک نہیں ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد مثیل بشیر احمد (اول) ہوتے ہوئے ایک باصلاحیت اِنسان تھے ۱۹۱۴ء میں خلیفہ بننے کے بعد اُنہیں ہر قسم کے جماعتی وسائل میسّر تھے۔ اُنہوں نے اِن میسّر جماعتی وسائل کیساتھ تحریر و تقریر کے میدان میں اس انداز سے کام کرنا شروع کر دیا اور ترقیاتی کام کروائے تا کہ بعد ازاں اِن کامیابیوں کی بنیاد پر وہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا دعویٰ کر سکیں۔

☆۔ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) کے متعلق ۱۹۰۸ء میں تقویٰ پر مبنی جُدا اُن کا یہ مؤقف تھا کہ عظیم الشان زکی غلام نے آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے لیکن بعد ازاں ۱۹۱۴ء میں خلیفہ بننے کے بعد اُنہوں نے اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اپنا مؤقف بدلنا شروع کر دیا۔ وہ اس طرح کہ جس عظیم الشان زکی غلام مسیح الزماں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اپنے مؤقف اور عقیدے اور اِلہامِ اِلٰہی کے مطابق آئندہ زمانے میں پیدا ہونا تھا، حضورؑ نے ابتداء میں اپنے اِشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں (لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اِس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ مجموعہ اِشتہارات جلد ا صفحہ ۱۱۷) اِس زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیدائش کے متعلق حضورؑ نے "نو (۹) سالہ مدت" کا اِجتہادی خیال بھی ظاہر فرمایا تھا جو کہ بعد ازاں الہاماتِ اِلٰہی نے غلط ثابت کر دیا۔ اب ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ثانی بننے کے بعد اُنہوں نے پینترا بدلتے ہوئے اِس "نو (۹) سالہ مدت کے اِجتہادی خیال" کا سہارا لے کر آہستہ آہستہ افرادِ جماعت کے آگے یہ جواز پیش کرنا شروع کر دیا کہ اُس "موعود" نے تو اِلہامی پیشگوئی کے نو (۹) سال کے اندر پیدا ہونا ہے۔ اُدھر مُریدوں پر مخلصی کا بھوت سوار تھا۔ اِس طرح افرادِ جماعت کے بیجا اخلاص اور لاعلمی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُس نے جھوٹے طور پر اپنے آپکو اِلہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں لانے کی ناکام کوشش شروع کر دی۔

☆۔ اللہ تعالیٰ نے "موعود زکی غلام مسیح الزماں" کے اِلہامی نام کے علاوہ اس موعود کو بعض اور اِلہامی نام بھی دیئے ہیں۔ مثلاً۔ یوسف۔ یحییٰ۔ حلیم غلام بمنزلہ مبارک (مثیل مبارک احمد)۔ قمر الانبیا اور فخرِ رسل وغیرہ۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب نے اکثر دیگر اِلہامی ناموں کو چھوڑتے ہوئے اپنے دعویٰ کیلئے ایک غیر اِلہامی "مصلح موعود" کا ٹائٹل کیوں اختیار کیا۔؟ یہ یاد رہے کہ "مصلح موعود" کوئی اِلہامی اِصطلاح نہیں ہے بلکہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنے زکی غلام کیلئے یہ ٹائٹل اِستعمال کیا ہے۔ خلیفہ ثانی صاحب نے اپنے دعویٰ کیلئے اِس غیر اِلہامی اِصطلاح "مصلح موعود" کو چُنا اور ساری زندگی اِسی پر زور دیتے رہے اور دوسرے اِلہامی ناموں زکی غلام، حلیم غلام اور مثیل مبارک احمد وغیرہ کا کبھی نام تک بھی نہ لیا۔ اِن اِلہامی ناموں کا نام نہ لینے کی وجہ شاید یہ تھی کہ اگر وہ اپنے دعویٰ کیلئے یا اپنے دعویٰ کے بعد اپنے متعلق اِن اِلہامی ناموں کا اِستعمال کرتے تو پھر افرادِ جماعت کو جلد ہی پتہ چل جاتا کہ اس زکی اور حلیم غلام، مثیل مبارک احمد اور یحییٰ نے تو نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے اور اس طرح خلیفہ ثانی صاحب کے جھوٹ کا پول کھل جاتا۔ اب وہ شخص جس کا ۱۹۰۸ء میں اپنا یہ مؤقف اور عقیدہ تھا کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) نے کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ خاکسار ذیل میں اُسکے چند بیانات درج کرتا ہے۔ یہ بیانات اِس بات کیلئے کافی اور روشن ثبوت ہیں کہ خلیفہ ثانی بلکہ بجا طور پر پولوس ثانی نے پینترا بدلتے ہوئے اپنا مؤقف بدلنے کیلئے کیا کیا پاپڑ بیلے۔

(۱) خلیفہ ثانی صاحب جون۔ ۱۹۳۷ء کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"میں خیال کرتا ہوں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے نہ کہ کوئی ایسا شخص جو بعد کے زمانہ میں آئے گا (اب ۱۹۰۸ء والے اپنے مؤقف سے مکر چکے ہیں۔ اِنا للہ و اِنا الیہ راجعون۔ ناقل)۔ جہاں تک میں نے اِن پیشگوئیوں پر غور کیا ہے تو نوے (۹۰) فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسا میں خیال کرتا ہوں کہ جو شخص بھی اِن پیشگوئیوں کا مصداق ہے اُس کے لیے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ لہٰذا میں ایسا دعویٰ کرنا ضروری نہیں سمجھتا (دعویٰ کرنے سے اِس لیے گھبرا رہے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اِس موعود شخص نے آئندہ کسی زمانے میں آنا ہے۔ اگر میں نے بھی دعویٰ کر دیا تو بعد ازاں جب وہ موعود شخص آئے گا تو پھر میرے مصلح موعودی دعویٰ کا

کیا بنے گا۔؟ اُن کے یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ اُنہیں اپنے مصلح موعود ہونے پر خود بھی شرح صدر نہیں تھا۔ناقل)۔میں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ نے اِن پیشگوئیوں کی غرض و غایت کافی حد تک میرے ذریعہ پوری کر دی ہے۔تاہم مجھے حیرانی نہیں ہوگی اگر خدا تعالیٰ میرے کسی بھائی کو میرے جیسی یا مجھ سے بھی بڑھ کر کامیابیاں حاصل کرنے کی توفیق دیدے(پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق بننے کا تو وہ فیصلہ کر چکے تھے۔یہ الفاظ صرف اپنے چھوٹے بھائیوں کو خوش کرنے کیلئے کہے تھے۔ناقل)۔''(احمدیت۔اسلام کی نشاۃ ثانیہ(انگریزی)مصنف محمد ظفر اللہ خاں صفحہ ۲۸۹)۔

(۲) خلیفہ ثانی ۷۔جولائی ۱۹۳۹ء کو خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

''میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی چونکہ مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے اسلئے وہ اِن پیشگوئیوں میں داخل ہی نہیں جن میں کسی دعویٰ کی ضرورت ہو۔میرا یہ مطلب نہیں کہ یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہ ہو تو اس میں دعویٰ کی ضرورت نہیں ہوتی(دراصل اُنکی یہ خواہش تھی کہ میں دعویٰ بھی نہ کروں اور جماعت میں مصلح موعود بھی تسلیم کیا جاؤں۔اِس مقصد کے پورا کرنے کیلئے اور اپنے ضمیر کو بھی اور لوگوں کو بھی مطمئن کرنے کیلئے اب مامور اور غیر مامور کی اِصطلاحوں کا سہارا لے رہے ہیں۔ناقل)۔''(الفضل مورخہ ۲۔اگست ۱۹۳۹ء)۔

(۳) خلیفہ ثانی صاحب دعویٰ مصلح موعود سے پہلے ۷۔جولائی ۱۹۳۹ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

''اگر مجھ پر تمام علامات چسپاں ہو رہی ہوں اور جس قدر نشانات مصلح موعود کے بتائے گئے ہوں وہ سب مجھ پر پورے ہو رہے ہوں۔۔۔۔تو کوئی لاکھ شور مچاتا رہے کہ یہ مصلح موعود نہیں دنیا اُسکی بات پر کان نہیں دھرے گی(یہ وہ شخص کہہ رہا ہے جو ۱۹۰۸ء میں مؤقف رکھتا تھا کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود نے کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ناقل)۔''(الفضل مورخہ ۲۔اگست ۱۹۳۹ء)

(۴) ۱۹۴۰ء میں آپ فرماتے ہیں۔

''لوگوں نے کوشش کی ہے کہ میں دعویٰ مصلح موعود کروں لیکن میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتا۔کہا جاتا ہے کہ میرے پیروکار یقین رکھتے ہیں کہ میں مصلح موعود ہوں حالانکہ میں نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔(عجیب تماشا۔ناقل)میں ایسا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔اگر میں واقعی مصلح موعود ہوں تو میرے دعویٰ مصلح موعود نہ کرنے سے میرے مقام پر فرق نہیں پڑتا۔میں یقین رکھتا ہوں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہ ہو اُس سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں کسی شخص کا دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔حضرت مسیح موعودؑ کی منظوری سے جو سابقہ مجددین کی فہرست شائع ہوئی ہے اِن میں سے کتنوں نے دعویٰ کیا۔؟میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو فرماتے سنا ہے کہ اورنگ زیب بھی اپنے وقت کا مجدد تھا۔کیا اُس نے کوئی دعویٰ کیا۔؟عمر بن عبدالعزیز کو بھی مجدد تسلیم کیا جاتا ہے۔کیا اُس نے کوئی دعویٰ کیا۔؟لہٰذا ایک غیر مامور کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ایک مامور سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں دعویٰ کرنا ضروری ہے۔ایک غیر مامور کی صورت میں کسی شخص کی کامیابیوں کو دیکھا جائے گا کہ وہ پیشگوئی کا مصداق ہے یا نہیں۔اِسلئے ضروری نہیں کہ وہ دعویٰ کرے۔ایسی صورت میں اگر کوئی شخص کسی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اِنکار بھی کر دے تب بھی یہی سمجھا جائے گا کہ پیشگوئی اُسکے وجود میں پوری ہوگئی۔۔۔۔۔۔لہٰذا میں یہ ضروری نہیں سمجھتا کہ کوئی دعویٰ کروں کہ میں مصلح موعود ہوں(پیشگوئی مصلح موعود کے ضمن میں اصل اور زیادہ اہم سوال موعود اور غیر موعود ہونے کا ہے نہ کہ مامور اور غیر مامور ہونے کا۔ناقل)۔''(احمدیت۔اسلام کی نشاۃ ثانیہ(انگریزی)مصنف محمد ظفر اللہ خاں،صفحہ ۲۸۹)

(۵) ''پس میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔اگر میں ہوں تو الحمدللہ۔دعویٰ سے فائدہ نہیں۔اگر میں نہیں تو اس احتیاط سے میں ایک غلطی سے محفوظ ہو گیا۔''(تاریخ احمدیت جلد نہم(۹)صفحہ ۴۸۷)(خلیفہ ثانی کے اِن الفاظ میں اُنکے مصلح موعود نہ ہونے کا خوف صاف جھلک رہا ہے۔ناقل)

اے افرادِ جماعت!خلیفہ ثانی کے اِن الفاظ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود نے اُنہیں اپنی طرف متوجہ کر رکھا تھا اور وہ اسکے متعلق ہمیشہ غور و فکر کرتے رہتے تھے۔وہ جانتے تھے کہ اگر کوئی اور پیشگوئی کا مصداق ہوا تو میرا دعویٰ مصلح موعود کرنا بڑی بھاری غلطی ہوگا لیکن یہ غلطی بالآخر اُنہوں نے ۲۸۔جنوری ۱۹۴۴ء کو جھوٹا دعویٰ کر کے کر ڈالی۔

(۶) ''لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپ کی اِن پیشگوئیوں کے بارے میں کیا رائے ہے مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے سنجیدگی سے اِن پیشگوئیوں کو پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی اِس خیال سے کہ میرا نفس مجھے کوئی دھوکہ نہ دے اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کرلوں جو واقعہ کے خلاف ہو''(الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

اے افرادِ جماعت!خلیفہ ثانی صاحب کے سابقہ بیانات جو اِس بیان سے پہلے درج ہو چکے ہیں ظاہر کرتے ہیں کہ جس نفس سے آپ بچنے کی بات کر رہے تھے وہ تو آپ پر مکمل طور پر غلبہ حاصل کر چکا تھا اور آپ میں یہ شدید خواہش پیدا کر چکا تھا کہ لوگ کسی طرح میرے دعویٰ کے بغیر یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں کر دیں۔اور اِس غرض کو پورا کرنے کیلئے آپ نے مختلف اوقات میں بیانات کے ذریعہ ہر قسم کا مواد لوگوں کے آگے رکھ دیا تا کہ اُنہیں اس پیشگوئی کو آپ پر چسپاں کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

(۷) ’’آج میں نے پہلی دفعہ (انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اتنا بڑا جھوٹ۔ ناقل) وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں اِن پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے اِن میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔‘‘ (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

میں نے خلیفہ ثانی کے اپنے بیانات کے ساتھ یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ شخص جو ۱۹۰۸ء میں اپنے مضامین میں یہ ثابت کر رہا تھا کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) نے کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے اور اُس کا حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ کی صُلب میں سے پیدا ہونا بھی کوئی ضروری نہیں۔ خلیفہ بننے کے بعد یہ الہامی پیشگوئی اُس کے اعصاب پر سوار ہوگئی تھی اور اُس نے اپنے سابقہ بیانات میں تبدیلی پیدا کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ’’میں خیال کرتا ہوں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے نہ کہ کوئی ایسا شخص جو بعد کے زمانہ میں آئے گا‘‘۔

خرد کا نام جنوں رکھ دے، جنوں کا خرد ۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اور عجیب بات ہے کہ جب شیطان کی آنت کی طرح ایک طویل نفسانی خواب کی بنیاد پر دعویٰ مصلح موعود کرنے لگے تو فرماتے ہیں ’’آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اِس نیت سے دیکھیں کہ میں اِن پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے اِن میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔‘‘ قارئین کرام! آپ خود اندازہ کر لیں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے خلیفہ بننے سے پہلے اور خلیفہ بننے کے بعد کے بیانات میں کتنا تضاد تھا۔؟ ۱۹۰۸ء میں وہ کہتے ہیں کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) نے آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے اور یہ بیان سچا اور تقویٰ پر مبنی اور مبشر الہامات کی روح کے عین مطابق تھا ۱۹۱۴ء میں خلیفہ بننے کے بعد پھر اُنکے موٴقف میں تغیر پیدا ہونا شروع ہوا اور اُنہوں نے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق کس طرح اور کن کن زاویوں سے اندازے لگانے شروع کر دیئے۔ خلیفہ ثانی کے بیانات میں یہ تضاد ہی اُنکے جھوٹا ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق ۔ مگر یہ یاد رکھ اِک دِن ندامت آنے والی ہے

مفصل الہامی پیشگوئی کے بعد بھی غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر الہامات کی غرض و غایت

۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق بشارت تو ہو چکی تھی اور ساتھ ہی اُس کی بعثت کی اغراض کثیرہ کا بھی ذکر ہو چکا تھا۔ اب اگر چہ اللہ تعالیٰ ضرورت حقہ کے بغیر ایک لفظ بھی اِلہام نہیں کیا کرتا لیکن پھر بھی زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات کے نزول کی ترتیب بتا رہی ہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل الہامی پیشگوئی کے بعد بھی چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں یہ مبشر کلام اِلٰہی حضورؑ پر آپ کی وفات تک نازل ہوتا رہا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کے بعد غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود سے متعلق مبشر کلام اِلٰہی کے دوبارہ نازل ہونے میں غرض و غایت کیا تھی۔؟ مصلح موعود سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے مبشر کلام اِلٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے اور اُسکی جماعت کو کیا پیغام دے رہا تھا۔؟ خاکسار اس کا جواب بعد میں دے گا لیکن پہلے اِس ضمن میں خلیفہ ثانی صاحب کا نقطہ نظر پیش کرتا ہوں اور یہ بھی اُمید کرتا ہوں کہ اس سے افرادِ جماعت کو خلیفہ ثانی کی ذہانت اور فہانت کا بھی پتہ چل جائے گا۔ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی اللہ تعالیٰ نے ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ ’’ مَظۡهَرُ الۡحَقِّ وَ الۡعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ۔‘‘ ہوگا۔ ۱۸۔فروری ۱۹۰۷ء کے دن حضورؑ پر یہ الہام دوبارہ نازل ہوا تھا۔ اِس الہام کی تشریح کرتے ہوئے خلیفہ ثانی فرماتے ہیں:۔

’’۱۸۔فروری کا اِلہام مَظۡهَرُ الۡحَقِّ وَ الۡعَلَآءِ وہ الہام ہے جو اِس سے پہلے پسر موعود کے متعلق ہو چکا تھا۔ جب میں نے یہ اِلہام پڑھا تو میرے ذہن میں آیا کہ یہ پیشگوئی دوبارہ بیان کی گئی ہے اور عجیب بات یہ نظر آئی کہ پہلی پیشگوئی بھی فروری میں کی گئی تھی اور یہ الہام بھی فروری کا ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ جب مسیح موعود علیہ السّلام کی وفات کا وقت قریب آیا یعنی آپکی وفات سے قریباً سوا سال قبل اللہ تعالیٰ نے پھر اِس پیشگوئی کو دہرا دیا تا ایک لمبا عرصہ گذر جانے کی وجہ سے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ منسوخ ہوگئی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ كُلُّ الۡفَتۡحِ بَعۡدَهٗ کہ اِس نشان کے بعد اصل فتوحات ہوں گی۔ پھر آگے اِسی سلسلہ میں یہ الہام ہے کہ اِنِّیۡ مَعَ الرَّسُوۡلِ اَقُوۡمُ وَ اَلُوۡمُ مَنۡ یَّلُوۡمُ. اِس میں بتایا گیا ہے کہ جب اِس پیشگوئی کا ظہور ہوگا تو چاروں طرف سے دشمن حملہ کرے گا۔‘‘ (تذکرہ صفحہ ۵۸۸ بحوالہ الفضل جلد ۳۲ نمبر ۱۷۸۔ مورخہ یکم اگست ۱۹۴۴ء صفحہ ۳، ۴)

(اولاً)۔ خاکسار یہاں یہ عرض کرتا ہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل الہامی پیشگوئی میں ’’ مَظۡهَرُ الۡحَقِّ وَ الۡعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ‘‘ کو اللہ تعالیٰ نے زکی غلام مسیح الزماں کی ایک مرکزی علامت کے طور پر نازل فرمایا تھا۔ پھر جیسا کہ خلیفہ ثانی نے اپنے درج بالا الفاظ میں فرمایا ہے کہ ’’اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی وفات سے قریباً سوا سال پہلے اِس پیشگوئی کو پھر دہرایا تھا‘‘۔ تو اِس سلسلہ میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام مسیح الزماں کی اِس مرکزی علامت کو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی میں نازل فرمانے کے بعد محض ایک دفعہ نہیں دہرایا بلکہ بعد ازاں مختلف اوقات میں چار دفعہ دہرایا ہے۔ مثلاً زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات کے نزول کی ترتیب سے پتہ چلتا ہے کہ یہ

مبشر الہام ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں نازل ہونیکے بعد مزید چار دفعہ نازل ہوا تھا مثلاً۔

(۱) دوسری دفعہ ۱۸۹۶ء میں:۔ ''اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ. مَّظْهَرِالْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ۔'' ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا۔(تذکرہ صفحہ ۲۳۸ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲)

(۲) تیسری دفعہ ۱۹۰۶ء میں:۔ ''اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ مَّظْهَرِالْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ۔'' ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔(تذکرہ صفحہ ۵۵۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

(۳) چوتھی دفعہ یہ مبشر الہام ۱۸۔فروری ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا تھا:۔''(۱) كُلُّ الْفَتْحِ بَعْدَهٗ (۲) مَظْهَرُالْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ یعنی ایک نشان ظاہر ہوگا جو تمام فتوحات کا مجموعہ ہوگا اور اُس وقت حق ظاہر ہو جائے گا اور حق کا غلبہ ہوگا۔گویا خدا آسمان سے اُترے گا۔''(تذکرہ صفحہ ۵۸۸ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۷ مورخہ ۲۴۔فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

(۴) اور پانچویں دفعہ ۲۰۔اپریل ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا تھا۔حضورؑ فرماتے ہیں۔''صبح کے وقت الہام ہوا۔اوّل خواب میں دیکھا کہ گویا میں بڑی مسجد(میں) ہوں۔بشیر احمد میرا لڑکا میرے پاس ہے۔وہ مشرق اور کچھ شمال کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے۔اِس طرف زلزلہ گیا ہے اور مجھے زلزلہ آنے سے پہلے الہام ہوا۔اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ۔اور پھر الہام ہوا۔مَظْهَرُالْحَقِّ وَ الْعَلٰی۔یعنی وہ ایسا امر ہوگا جس سے حق کُھلے گا اور حق ظاہر ہوگا۔''(تذکرہ صفحہ ۶۰۴ بحوالہ مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

(ثانیاً)۔یہ کہ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام مسیح الزماں کی اِس مرکزی علامت ''مَظْهَرُالْحَقِّ وَالْعَلَاءِ'' کے ذکر سے پہلے بھی اور بعد میں بھی یہ فرمایا ہے کہ ''اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ۔'' میں اپنے رسول کیساتھ کھڑا ہوں گا اور'' وَاَلُوْمُ مَنْ يَّلُوْمُ۔'' اور اِس کے ملامت کنندہ کو ملامت کروں گا۔

(ثالثاً)۔یہ کہ خلیفہ ثانی نے یہ جو فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''مَظْهَرُالْحَقِّ وَالْعَلَاءِ'' کو اِس لیے دوبارہ نازل فرمایا تھا کہ لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ شاید یہ پیشگوئی منسوخ ہو چکی ہے۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایسی بات ہرگز نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت ساری آیات اور واقعات کو بہت دفعہ دہرا کر نازل فرمایا ہے۔اب اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اِن آیات اور واقعات کو اللہ تعالیٰ نے اِس لیے بار بار دہرا کر نازل کیا تھا کہ لوگ اِن آیات اور واقعات کو منسوخ سمجھنے لگ گئے تھے۔قرآن مجید میں اِن آیات اور واقعات کو دہرانے کا مقصد اور حکمت کچھ اور تھی اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں کسی اور مضمون میں اِس موضوع پر بھی روشنی ڈالوں گا۔زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات کو بھی اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے بعد حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر مختلف اوقات میں بار بار نازل فرمایا تھا اور زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق نازل ہونیوالے اِن مبشر الہامات کا مطلب ہرگز یہ نہیں تھا کہ لوگ نعوذ باللہ اِس الہامی پیشگوئی کو منسوخ سمجھنے لگ گئے تھے۔ایسی بات ہرگز نہیں ہے۔بات دراصل یہ ہے کہ جب ہم زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود سے متعلق نازل ہونیوالے مبشر کلام اِلٰہی کو قرآن مجید کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مصلح موعود سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے مبشر کلام اِلٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے مہدی و مسیح موعود کو اور آپکی معرفت آپؑ کی جماعت کو یہ پیغام دے رہا تھا کہ وہ زکی غلام اور وہ مصلح موعود ابھی تک پیدا نہیں ہوا ہے۔وہ موعود وجود ''زکی غلام مسیح الزماں'' سے متعلق آخری الہامی بشارت یعنی ۶،۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا۔اللہ تعالیٰ اِس مبشر کلام اِلٰہی میں سمجھا رہا تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اپنے کسی نبی یا ولی کو کسی بچے کی بشارت دی ہو جبکہ مُبشر بچہ اُسکی گود میں یا اُسکے گھر میں کھیلتا پھر رہا ہو یا بشارت کے وقت وہ اُٹھارہ(۱۸) سال کا نوجوان ہو۔یہ بات میری سنت کے خلاف ہے۔لہٰذا مصلح موعود نے قرآن مجید کی روشنی میں اپنی آخری بشارت ۶،۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے۔اور اِس اصول اور اِس اِلٰہی سنت کے مطابق نہ صرف حضورؑ کے سارے جسمانی لڑکے بشمول بشیر الدین محمود احمد بلکہ وہ تمام روحانی لڑکے بھی جو آپکی ذریت یعنی جماعت میں ۶،۷۔نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہو چکے تھے غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے باہر نکل جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود سے متعلق ان مبشر الہامات کی حقیقت اِس عاجز پر اسی طرح منکشف فرمائی ہے جس طرح قریباً ایک صدی قبل میرے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر حیاتِ مسیح ناصریؑ کے جھوٹے عقیدے کی حقیقت منکشف فرمائی تھی۔ہوسکتا ہے کسی احمدی کے ذہن میں یہ وسوسہ پیدا ہو کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے بارے میں اپنی سنت میں نعوذ باللہ کچھ تھوڑی سی تبدیلی پیدا کرلی ہو جس طرح کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی کہتے ہیں کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ کوئی اِنسان زندہ بجسم عنصری آسمان پر نہیں جا سکتا لیکن ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح ابن مریم کیلئے اپنے قانون میں کوئی تبدیلی پیدا کرلی ہو۔؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ ممکن نہیں اللہ تعالیٰ کی سنت میں کوئی تخلّف ہو اور اللہ تعالیٰ نے اِس کا اپنے پاک کلام میں خود وعدہ فرمایا ہوا ہے۔اور ایسا سوچنا بھی گناہ ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِىْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (سورۃ فتح آیت:۲۴) اللہ کی اِس سنت کو یاد رکھو، جو ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور تو کبھی بھی اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔

یاد رہے کہ جس طرح عالم اِسلام میں حیات مسیح اور حضرتِ مسیح کے زندہ بجسم عنصری آسمان سے نازل ہونے کے متعلق صدیوں تک کسی مسلمان کو یہ خیال تک بھی نہ آیا کہ ہم اس عقیدہ کو کم از کم قرآنِ مجید کی روشنی میں پرکھ کر تو دیکھیں کہ آیا یہ عقیدہ درست بھی ہے یا کہ نہیں۔؟ بعینہٖ ہمارا جماعتی اَلمیہ بھی یہ رہا ہے کہ ہم سمجھتے رہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ایک لڑکے (جسمانی) کی خبر دی ہوئی ہے اور اس سے آگے غور و فکر کرنے کو یا تو ہم نے گناہ سمجھا یا ہمیں گناہ سمجھنے پر مجبور کر دیا گیا۔ ہم نے زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود سے متعلق مبشر اِلہامات پر نہ کبھی غور و فکر کیا اور نہ ہی یہ دیکھنے کی کبھی زحمت گوارا کی کہ قرآنِ مجید کی روشنی میں یہ مبشر کلام الٰہی ہمیں کیا پیغام دے رہا ہے۔؟ ہم بشیروں سے باہر نہ نکلے۔ ہم یہ خیال کرتے رہے کہ اگر یہ موعود لڑکا بشیر اول نہیں تو پھر ضرور یہ بشیر ثانی ہوگا اور اگر بشیر ثانی نہیں تو پھر ضرور کوئی بشیر ثالث ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ ہمارا ایسا خیال قطعی طور پر غلط تھا کیونکہ قرآنِ کریم کی روشنی میں زکی غلام سے متعلق اِلہامی کلام ہماری یہ راہنمائی فرماتا ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی بھی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتا اور اِس طرح آنیوالا مصلح موعود دراصل حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اُسی طرح روحانی فرزند ہے جس طرح آپؑ بذاتِ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ اُدھر مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ بننے سے پہلے تو یہ ثابت کرتے رہے کہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود (مثیل مبارک احمد) نے کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے اور اُس کیلئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ حضوؑر کی صلب میں سے پیدا ہو لیکن خلیفہ ثانی بننے کے بعد وہ تاک میں بیٹھ گئے اور اُن پر مصلح موعود بننے کا بھوت سوار ہو گیا۔ اُنہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ موقعہ ملتے ہی ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ وہ قرآن مجید کی تفسیر کبیر تو لکھتے یا لکھواتے رہے لیکن اُنہیں کیا یہ پتہ نہ چلا کہ قرآن مجید کی روشنی میں زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر اِلہامات نے تو اُسے (مرزا بشیر الدین محمود احمد کو) ویسے ہی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر کر دیا ہے۔؟ اور یہ مبشر اِلہامات تو اُسے دعویٰ مصلح موعود کرنے کی اِجازت ہی نہیں دیتے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی اتنی عام فہم اور سیدھی سادی نہیں تھی جتنی کہ یہ سمجھی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی نزولِ مسیح ابن مریم کی پیشگوئی میں اُمت محمدیہ کی سخت آزمائش ہو چکی ہے۔ اِس آزمائش میں اُمتِ محمدیہ کی کتنی تعداد کامیاب ہوئی تھی۔؟ سب جانتے ہیں کہ ایک معمولی تعداد اور مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد آج بھی نزولِ مسیح ابن مریم کے متعلق غلطی خوردہ ہے۔ اِسی طرح پیشگوئی مصلح موعود میں جماعتِ احمدیہ کی اُمتِ محمدیہ سے بھی کہیں زیادہ سخت آزمائش ہوئی ہے کیونکہ اس پیشگوئی کے معاملہ میں نہ صرف کچھ لوگ خود گمراہ ہوئے بلکہ اُنہوں نے جماعتِ احمدیہ کی ایک کثیر تعداد کو بھی گمراہ کیا ہوا ہے۔ یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ ایسی پیشگوئیاں يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا (البقرہ۔۲۷) کا مصداق ہوتی ہیں۔ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

''یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے اور پہلے بھی ہم کئی مرتبہ ذکر کر آئے ہیں کہ جس قدر پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کی کتابوں میں موجود ہیں اِن سب میں ایک قسم کی آزمائش اِرادہ کی گئی ہے۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئیوں کے ہمارے نبی ﷺ تھے۔'' (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء) بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۳۹)

زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق آخری مبشر الہام

اکتوبر ۱۹۰۷ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مہدی و مسیح موعودؑ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔ (۵) اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ (۶) يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَکِ . (۷) ساقیا آمدن عید مبارک بادت ''۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔ اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔ (تذکرہ صفحہ ۶۲۲ بحوالہ بدر جلد ۶ نمبر ۴۴ مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

اِس مبشر اِلہام میں اللہ تعالیٰ نے زکی غلام مسیح الزماں کو مثیل مبارک احمد قرار دے کر اُسے حضوؑر کیلئے ایک ''عید'' قرار دیا تھا۔ پھر ۶، ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے دن زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق آخری مبشر اِلہام اللہ تعالیٰ نے کچھ اِس طرح نازل فرمایا تھا:۔

''سَاَهَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِيًّا . رَبِّ هَبْ لِيْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً . اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ يَحْيٰی . اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ ..... آمدن عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔'' میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰی ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔۔۔۔ عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔ (تذکرہ صفحہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰۔نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق یہ آخری مبشر اِلہام تھا۔ اِس مبشر اِلہام کے چھ ماہ بعد حضوؑر اِس دنیا سے رخصت فرما گئے۔ اِس مبشر اِلہام میں اللہ تعالیٰ نے مُلہم کو زکی

غلام کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے بندے! عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔ یعنی وہ ''نشانِ رحمت'' جو آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کر کر کے لیا تھا وہ زکی غلام تو واقعی آپؑ کیلئے ایک ''عید'' تھا۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے یہ بھی فرمایا کہ ''عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو''۔ دراصل زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق اِس مبشر اِلہام میں اللہ تعالیٰ نے اِنتہائی حکیمانہ اور خوبصورت الفاظ میں اُس انسانی رویہ کا ذکر فرمایا ہے جو کہ اَزل سے اہلِ دنیا اِلٰہی مرسلوں سے رَوا رکھے ہوئے ہیں۔ اِسی انسانی رویے کا اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسین میں اِس طرح ذکر فرمایا ہے:۔ '' يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ‌ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ. ''(یٰسین: ۳۱) ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُن کے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔

زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیلِ مبارک احمد (مصلح موعود) سے متعلق اپنے آخری مبشر اِلہام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے میرے پیارے مہدی و مسیح! جب تیرا وہ زکی غلام آئے گا تو اُسکی بعثت تیرے لیے تو ایک عظیم الشان عید ہوگی لیکن تیری جماعت کے بعض لوگ ایسے حالات پیدا کر چکے ہونگے کہ جنکی بدولت افرادِ جماعت اِس عید سے منہ پھیر لیں گے اور ناک چڑھاتے پھریں گے۔ تیرے روحانی فرزند کی عید اُن پر اِسی طرح بھاری ہو جائے گی جس طرح تیری بعثت کی عید اُمت محمد یہ پر بھاری ہوگئی تھی۔ زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق اِس آخری مبشر اِلہام کے متعلق خلیفہ ثانی صاحب ۱۳۔ مارچ ۱۹۲۹ء کے خطبہ عید میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔

''اَنبیاء کی وحی اپنے اندر کئی معانی رکھتی ہے اور مختلف مطالب پر اِس سے روشنی پڑتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اِلہام ہے جو عید سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک تو اِس اِلہام کے وقتی معنی تھے کہ اس دن شبہ تھا کہ آیا عید ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس شبہ کو دور فرمادیا اور بتایا کہ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔ لیکن میرے نزدیک اِس وحی کا صرف یہی مفہوم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ''چاہے کرو یا نہ کرو'' اور جس کام کے متعلق خود اللہ تعالیٰ فرمائے ''چاہے کرو یا نہ کرو'' صرف اس کیلئے خصوصیت سے اِلہام کرنا کوئی وجہ نہیں رکھتا۔ میرے نزدیک علاوہ اِس مفہوم کے ایک اور لطیف نکتہ بھی اِس میں بیان فرمایا گیا ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی طرف اِشارہ ہے۔ اَنبیاء کی بعثت بھی ایک عید ہوا کرتی ہے۔ یعنی اُنکی بعثت سے اللہ تعالیٰ کے فضل پھر دنیا پر نازل ہوتے ہیں اور دنیا میں ترقیات کا بیج اِنکے ذریعہ سے بویا جاتا ہے وہ ایک ایسا بیج ہوتے ہیں جو آہستہ آہستہ ترقی کر کے ایک اتنا بڑا درخت بن جاتا ہے۔ جس کے پھلوں اور سایہ سے اہلِ دنیا مستفید ہوتے ہیں لیکن اکثر لوگوں کو وہ عید نظر نہیں آیا کرتی لوگ عام طور پر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اِس عید کیلئے شوق سے روزے رکھتے ہیں اور بعض دفعہ چاند نظر نہیں آتا تو دوسرے لوگوں کے کہنے پر ہی عید کر لیتے ہیں۔ ایک دوست نے سنایا۔ ایک شہر میں سات سال تک ایک گاؤں کے لوگ آکر قسمیں کھاتے رہے کہ ہم نے چاند دیکھ لیا ہے اور اِنکی قسموں پر اِعتبار کر کے وہاں عید کر لی جاتی رہی۔ آخر جب یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا وجہ ہے ہر سال اِسی گاؤں کے رہنے والوں کو چاند نظر آتا ہے کیا باقی سب لوگ اندھے ہو جاتے ہیں کہ اُنہیں دکھائی نہیں دیتا تو اِن لوگوں نے اِقرار کر لیا کہ ہم عید کرنے کی خوشی میں جھوٹ بولتے رہے ہیں۔ اِس سے ظاہر ہے کہ اِس عید کا تو نام سن کر ہی لوگ کر لیتے ہیں لیکن اِس عید کی طرف جو اَنبیاء کی آمد سے ہوتی ہے بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ یہ فقرہ کہ ''چاہے کرو یا نہ کرو'' اِس میں اِس عید کی طرف اِشارہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی عید ہے۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ چاہے یہ کرو یا نہ کرو ایک ہی بات ہے بلکہ یہ اِسی طرح کہا گیا ہے جیسے کہتے ہیں۔ ہے تو سچا چاہے مانو یہ (یا۔ ناقل) نہ مانو۔ یعنی اِس سے فائدہ اُٹھانا نہ اُٹھانا تمہارا کام ہے ہم نے چیز مہیا کر دی ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عید ہیں۔'' (خطبات محمود۔ جلد ا صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۴)

آگے بڑھنے سے پہلے خاکسار خلیفہ ثانی کے اِس اِقتباس کے متعلق چند گذارشات پیش کرتا ہے۔

(۱) یہ بات درست ہے کہ متذکرہ بالا مبشر اِلہام (جس کی تشریح خلیفہ ثانی نے اپنے خطبہ عید میں کی ہے) میں کسی معین عید (عید الفطر یا عید الاضحیٰ) کے منانے کی طرف اِشارہ نہیں ہے بلکہ بڑے واضح رنگ میں ایک روحانی وجود کی بعثت کی عید کی طرف اِشارہ ہے۔ خلیفہ ثانی نے فرمایا ہے کہ اِس اِلہام میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی عید کی طرف اِشارہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خلیفہ ثانی خوب جانتے تھے کہ اِس مبشر اِلہام میں کس وجود کی بعثت کی طرف اِشارہ ہے۔؟ لیکن اُنہوں نے جان بوجھ کر غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے اِس مبشر اِلہام میں مذکورہ عید کو مُلہم کی طرف پھیر دیا ہے۔

(۲) اِس اِلہام کے شروع میں جس روحانی وجود (زکی غلام، یحییٰ یعنی مصلح موعود) کی بشارت دی گئی ہے۔ یہ عید کی خبر اُسی وجود کی بعثت کے متعلق ہے۔ اِس اِلہام سے قریباً ایک ماہ قبل اکتوبر ۱۹۰۷ء میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو مثیلِ مبارک احمد کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت۔'' یعنی اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔ یہ دونوں اِلہام بڑے واضح رنگ میں بتا رہے ہیں کہ اِن میں زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی بعثت کی عید کی خبر دی جا رہی ہے اور ساتھ ہی یہ خبر بھی دی جا رہی ہے کہ افرادِ جماعت اُسکی بعثت کی عید منانے کیلئے تیار نہیں ہونگے۔

(۳) مقام حیرت ہے کہ اِس واضح مبشر اِلہام کو جس میں زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی بعثت کی عید کی خبر دی جا رہی ہے، خلیفہ ثانی اِس اِلہام کو مُلہم یعنی حضرت مہدی و مسیح

موعودؑ پر چسپاں کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔خلیفہ ثانی صاحب کو آخر ایسا کرنے کی کیوں ضرورت پڑی۔؟ وجہ صاف ظاہر ہے کہ جس زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق بڑے تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ خلیفہ ثانی ۱۹۰۸ء میں اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان میں یہ مضامین لکھتے رہے کہ وہ روحانی وجود آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔اب خلیفہ بننے اور بعض لوگوں کا اُنکے دعویٰ سے بھی پہلے اُنکے متعلق مصلح موعود کی اِصطلاح (Term) استعمال کرنے سے اُنکے دل و دماغ میں فتور پیدا ہو چکا تھا۔اب وہ خود مصلح موعود کا دعویٰ کرنے کیلئے کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھے۔جیسا کہ متذکرہ بالا اِلہام میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ جب وہ زکی غلام مسیح الزماں آئے گا تو لوگ اُسکی بعثت کی عید منانے کیلئے تیار نہیں ہونگے۔لیکن یہاں تو معاملہ ہی اور ہو چکا تھا۔خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود سے پہلے ہی جماعتی میڈیا اُنکے مصلح موعود ہونے کا اِعلان کر رہا تھا اور یہ چیز اِلہام کی روح ''عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو'' کے خلاف جا رہی تھی۔لہٰذا خلیفہ ثانی نے نہایت عیاری کیساتھ اپنے آئندہ سرزد ہونیوالے جرم کو چھپانے اور افرادِ جماعت کی نظروں میں دھول جھونکنے کیلئے اِس مبشر اِلہام میں مذکورہ ''بعثت کی عید'' کو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کر دیا۔

خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی حقیقت

خاکسار یہاں حاصلِ مضمون کے طور پر چند باتیں افرادِ جماعت کے گوش گزار کرنا چاہتا ہے۔امید ہے آپ سب اِن پر ضرور غور فرمائیں گے۔

(۱) آپ سب یہ تو جان ہی چکے ہیں کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں جس زکی غلام کی بشارت موجود ہے، اِسی زکی غلام کو حضورؑ نے ''مصلح موعودؑ'' کا خطاب دیا تھا۔اِس زکی غلام کا سلسلہ بشارت ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہو کر ۶، ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتا ہے۔زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق اِن مبشر اِلہامات میں اللہ تعالیٰ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو اور آپ کی معرفت افرادِ جماعت کو یہ پیغام دے رہا تھا کہ وہ زکی غلام یعنی مصلح موعود بشارت سے متعلق اپنے آخری مبشر اِلہام کے بعد پیدا ہوگا۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد جب مخالفین احمدیت نے اِس زکی غلام مسیح الزماں کی پیدائش کے متعلق اعتراضات کیے کہ وہ حضورؑ کے گھر میں پیدا نہیں ہوا تو مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان میں ۱۹۰۸ء میں اِنتہائی تقویٰ اور دیانتداری کے ساتھ مخالفین کو جواب دیتے ہوئے لکھا تھا کہ وہ ''زکی غلام مسیح الزماں'' وہ عظیم الشان وجود آئندہ زمانے میں ضرور پیدا ہوگا۔مرزا بشیر الدین محمود احمد کا یہ بیان اِنتہائی سچا اور زکی غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر کلام اِلٰہی کی روح کے مطابق تھا۔

(۲) ۱۴۔مارچ ۱۹۱۴ء کو خلیفہ ثانی بننے یا بنائے جانے کے بعد جب کچھ خوشامدی قسم کے مولویوں نے بغیر سوچے سمجھے اُنکے متعلق ''مصلح موعودؑ'' کا ٹائٹل استعمال کرنا شروع کر دیا تو اِس سے اُنہیں حوصلہ ملا اور اُنکے دل میں پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق لالچ اور بے ایمانی پیدا ہونی شروع ہوگئی۔لیکن چونکہ وہ جانتے تھے کہ میں اور میرے دیگر بھائی تو اِس اِلہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی سے باہر ہیں لہٰذا اُنہوں نے اِس انداز میں سوچنا شروع کر دیا کہ وہ کس طرح پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آ سکتے ہیں۔؟ اِس مقصد کیلئے خلیفہ ثانی کے ہاتھ میں حضورؑ کے اِشتہار ۲۲۔مارچ ۱۸۸۶ء میں فرمائے ہوئے یہ اِجتہادی الفاظ (لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔بہر حال اِس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا) آ گئے۔میں یہاں بتا تا چلوں کہ چونکہ حضورؑ اپنی آخری عمر تک یہ سمجھتے رہے ہیں کہ یہ ''زکی غلام'' کوئی میرا جسمانی لڑکا ہوگا لہٰذا آپؑ نے ۲۲۔مارچ ۱۸۸۶ء کے اِشتہار میں اِجتہادی رنگ میں اُسکی پیدائش کے متعلق ''نو (۹) سالہ مدت'' مقرر فرمائی تھی۔بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی وفات تک زکی غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر اِلہامات نازل فرما کر پہلے تو حضورؑ کی مقرر کردہ اِس ''نو (۹) سالہ مدت'' کو اِجتہادی قیاس ظاہر فرما دیا اور مزید مبشر اِلہامات کے نزول کیساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ اِرادہ بھی ظاہر فرما دیا کہ اے میرے مہدی و مسیح یہ زکی غلام تیرا کوئی جسمانی لڑکا نہیں ہے بلکہ یہ تیرا اُسی طرح روحانی فرزند ہوگا جس طرح تو بذاتِ خود میرے پیارے نبی ﷺ کا روحانی فرزند ہے۔لیکن خلیفہ ثانی صاحب حضورؑ کی اِس ''نو (۹) سالہ اِجتہادی مدت'' کی آڑ لے کر غیر متقیانہ سوچ کیساتھ بدستور افرادِ جماعت کو گمراہ کرتے رہے اور اپنے مخلص مریدوں کو چکما دے کر اپنے زُعم میں ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں داخل ہو کر بیٹھ گئے۔شروع میں اعلانیہ دعویٰ سے کتراتے رہے لیکن در پردہ کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھے۔

(۳) یہ موقع آپ نے کس طرح پیدا کیا۔اِسکی روئداد کچھ اِس طرح ہے۔شروع جنوری ۱۹۴۴ء میں آپ شیخ بشیر احمد ایڈووکیٹ کی کوٹھی واقع ۱۳۔ٹمپل روڈ میں رہائش پذیر تھے۔۵، ۶ جنوری کی درمیانی شب آپ شیطان کی آنت کی طرح ایک طویل اور نفسانی خواب دیکھتے ہیں جس کا نہ کوئی سر ہے اور نہ کوئی پیر۔(نوٹ۔میں نے خلیفہ ثانی کی خواب کو نفسانی اِس لیے کہا ہے کیونکہ اِس روحانی وجود (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود) کے متعلق وہ خود ۱۹۰۸ء میں اپنے مضامین میں یہ گواہی دے چکے ہیں اور تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہوگا۔تو پھر اللہ تعالیٰ خلیفہ ثانی صاحب کو ایسے روحانی وجود کے مصداق ہونے کی خواب کس طرح دکھا سکتا تھا۔؟ ثانیاً۔اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کے علم میں سچی بھی تھی تب بھی اللہ تعالیٰ اِس خواب میں ایسے وجود کو جو کہ پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی سے باہر ہے اپنی سنت کے برخلاف مصلح موعود ہونے کی بشارت کس طرح دے

سکتا تھا۔؟فَتَدَبَّرُوْاایُّھَا الْعَاقِلُوْن)اِس خواب کو بنیاد بنا کر خلیفہ ثانی صاحب بمقام ہوشیار پور ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء کو پہلا جلسہ ''یوم مصلح موعود'' مناتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(۱)''میں آج اِسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکے قبضہ وتصرّف میں میری جان ہے کہ میں نے جو رؤیا بتائی ہے وہ مجھے اسی طرح آئی ہے ۔۔۔ میں خدا کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں نے کشفی حالت میں کہا اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُهٗ وَ خَلِیْفَتُهٗ اور میں نے اس کشف میں خدا کے حکم سے یہ کہا کہ میں وہ ہوں جس کے ظہور کیلئے اُنیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ پس میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کا نام پہنچانا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں ہی موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اور موعود بھی آئیں گے اور بعض ایسے موعود بھی ہونگے جو صدیوں کے بعد پیدا ہونگے۔'' (دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پُر شوکت اِعلان بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۱۶۱)

(۲)''میں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے اُن پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنیوالے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں۔ جو شخص سمجھتا ہے کہ میں نے اِفتراء سے کام لیا ہے یا اس بارہ میں جھوٹ اور کذب بیانی کا اِرتکاب کیا ہے وہ آئے اور اِس معاملہ میں میرے ساتھ مباہلہ کرلے۔ اور یا پھر اللہ تعالیٰ کی مؤکّد بعذاب قسم کھا کر اعلان کردے۔ کہ اُسے خدا نے کہا ہے کہ میں جھوٹ سے کام لے رہا ہوں پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اپنے آسمانی نشانات سے فیصلہ فرمادے گا۔ کہ کون کاذب ہے اور کون صادق۔'' (الموعود بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۷۔ صفحہ ۶۴۵)

آگے بڑھنے سے پہلے خلیفہ ثانی کے اِن حلفیہ بیانات پر ایک دو باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں۔

(اولاً)۔ یہ کہ خلیفہ ثانی نے اپنے اِن الفاظ میں ایک ایسے روحانی وجود ہونے کا حلف اُٹھایا ہے جس کے متعلق اِلہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں اپنے نہ ہونے کا وہ خود ۱۹۰۸ء میں تحریراً اِقرار کر چکے ہیں۔

(ثانیاً)۔ اُنہوں نے یہ حلف بھی اِس طرح اُٹھایا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اُنہیں بھی اپنے پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا کامل یقین نہیں تھا۔ تبھی تو وہ کہتے ہیں ''میں یہ نہیں کہتا کہ میں ہی موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اور موعود بھی آئیں گے۔'' خلیفہ صاحب کے یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ وہ جانتے تھے کہ وہ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود (مثیل مبارک احمد) کی اِلہامی پیشگوئی کے مصداق نہیں ہیں اور اُس روحانی وجود نے آئندہ کسی زمانے میں ظاہر ہونا ہے۔ بعدازاں جب دیکھا کہ جماعت میں میرا دعویٰ تسلیم ہونے کیساتھ ساتھ پختہ بھی ہو چکا ہے تو پھر اپنی زندگی میں ہی جن موعودوں کے متعلق کہا تھا کہ وہ آئندہ زمانہ میں آئیں گے ایک نظام کے ساتھ اپنے زُعم میں اُنکے ظہور کا دروازہ بند کر دیا اور جو تھوڑی بہت کسر رہ گئی تھی وہ آپکی اولاد یعنی آپکے جانشینوں (خلیفہ ثالث اور خلیفہ رابع) نے پوری کردی۔ میں یہاں افرادِ جماعت کو چیلنج پیش کرتا ہوں کہ اگر آپ میں سے کوئی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے مبشر الہامات کی روشنی میں دو (۲) وجودوں (ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور ایک زکی غلام) کے علاوہ کوئی تیسرا موعود وجود ثابت کر دے تو میں اُسے نہ صرف یہ کہ اپنے دائرہ استطاعت میں رہتے ہوئے منہ مانگا اِنعام دوں گا بلکہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کیلئے بھی تیار ہوں۔ کوئی ہے جو میرے مقابلہ پر آئے۔؟ یاد رکھنا کہ میں نے زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کسی اندازہ یا قیاس (Guess) کی بنا پر نہیں کیا ہے بلکہ یہ وہ علم ہے جو میرے رب نے مجھے بذریعہ اِلہام بخشا ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے جھوٹے مدعی اِلہام کیلئے اپنے کلام میں ایک وعید کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

''وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ o لَاَخَذْ نَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ o ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ o فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ o (سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا اِلہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

ان آیاتِ اِلٰہی کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ جھوٹے مدعی اِلہام کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''اِسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر اِفترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔'' (اربعین (۱۹۰۰ء) بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

یہ یاد رہے کہ صادقوں کو بھی مخالفین اور کفار اَیذیتیں دیا کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات اُنکے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور مصلحین شہید بھی ہوئے ہیں۔ لیکن دنیائے مذہب میں ہمیں کسی ایک صادق کی بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کفار کے ہاتھوں اُسکی شہ رگ قطع ہوئی ہو۔ جھوٹے مدعی اِلہام کی شہ رگ کا قطع ہو جانا اُسکے مفتری ہونے کا ثبوت ہے جو کہ اللہ

تعالیٰ نے اپنے کلام میں اُس کیلئے مقرر کر چھوڑا ہے اور اِس سے کسی بھی متقی مسلمان کو مَفَر نہیں۔اب مندرجہ بالا حوالوں سے یہ حقیقت تو اظہر من الشّمس ہے کہ خلیفہ ثانی نے حلف اُٹھا کر جو دعویٰ مصلح موعود کیا تھا وہ قطعی طور پر جھوٹا تھا۔اب سوال یہ ہے کہ آیا خلیفہ ثانی مفتری علی اللہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزا کی زد میں آئے تھے یا کہ نہیں۔؟ خاکسار یہاں عرض کرتا ہے کہ متذکرہ بالا قطع وتین کا قرآنی فرمان اپنی قہری تجلّی کیساتھ خلیفہ ثانی کیساتھ پیش آیا اور تاریخ احمدیت میں یہ ایک ایسا منفرد واقعہ ہے جس سے کوئی بھی احمدی اِنکار نہیں کرسکتا۔خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے دس سال بعد یعنی دس (۱۰) مارچ ۱۹۵۴ء کے دن آیاتِ مذکورہ بالا کی وعید جس طرح پوری ہوئی اُسکی تفصیل مولوی ابُو العطا صاحب جالندھری ''مدیر الفرقان'' کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔آپ لکھتے ہیں:۔

خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر قاتلانہ حملہ

''مورخہ ۱۰۔مارچ ۱۹۵۴ء بروز بدھ قریباً پونے چار بجے مسجد مبارک ربوہ میں نماز عصر پڑھا کر ہمارے امام ہمام حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہٖ واپس تشریف لے جارہے تھے کہ محراب کے دروازہ پر اچانک ایک اجنبی نوجوان (مُسمّٰی عبدالحمید ولد منصب دار قوم جٹ چک نمبر ۲۲۰ جج والا تھانہ صدر لائیکپور (فیصل آباد) سابقہ وطن تھانہ کرتار پور تحصیل وضلع جالندھر) نے پیچھے سے جھپٹ کر آپ پر چاقو سے حملہ کر دیا۔چاقو کا یہ وار حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ کی گردن پر شہ رگ کے قریب دائیں طرف پڑا جس سے گہرا گھاؤ پڑ گیا۔(دراصل چاقو کا یہ وار گردن پر شہ رگ کے قریب نہیں پڑا تھا بلکہ اس سے شہ رگ قطع ہوگئی تھی۔اِسکی تفصیل آگے آئے گی۔ناقل) حملہ آور نے دوسرا وار بھی کیا مگر محمد اقبال صاحب محافظ کے درمیان میں آجانے کے باعث اِس مرتبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کی بجائے چاقو اسے جالگا اور وہ زخمی ہوگیا۔نمازیوں نے حمہ آور کو پکڑنے کی کوشش کی اور کافی جدوجہد کے بعد اُسے قابو میں لایا گیا اور اس کوشش میں بعض دوسرے بھی زخمی ہوئے۔۔۔۔حضرت امام جماعت احمدیہ زخم لگنے کے فوراً بعد بہتے خون کیساتھ چند احباب کے سہارے سے اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔خون کو ہاتھ سے روکنے کی پوری کوشش کے باوجود تمام راستہ میں اور سیڑھیوں پر خون مسلسل بہتا گیا،جس سے حضور کے تمام کپڑے،کوٹ،مفلر،سویٹر،قمیض،دو بنیانیں اور شلوار خون سے تر بہ تر ہوگئے۔حضور کیساتھ چلنے والے بعض خدام کے کپڑوں پر بھی مظلوم امام کے مقدس خون کے قطرات گرے (خاکسار اُبو العطا کے کوٹ،پاجامہ اور پگڑی پر بھی اس پاک خون کے قطرات پڑے ہیں) مکان پر پہنچ کر اِبتدائی مرہم پٹی جناب ڈاکٹر صاحبزادہ منور احمد صاحب ایم بی بی ایس اور جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے کی۔اور زخم کو صاف کر کے اور ٹانکے لگا کر سی دیا۔اِبتداء میں یہ خیال تھا کہ زخم پون انچ گہرا اور تین انچ چوڑا ہے۔لیکن جب رات کو لاہور سے مشہور سرجن جناب ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب تشریف لائے اور اُنہوں نے زخم کی حالت دیکھ کر ضروری سمجھا کہ ٹانکے کھول کر پوری طرح مُعائنہ کیا جائے تو معلوم ہوا کہ زخم بہت زیادہ خطرناک اور سوا دو انچ گہرا اور شاہ رگ کے بالکل قریب تک پہنچا ہوا ہے۔محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنی خداداد مہارت سے کام لے کر قریباً سوا گھنٹہ لگا کر زخم کا آپریشن کیا اور اندر کی شریانوں کا منہ بند کر کے باہر ٹانکے لگا دیئے۔۔۔۔'' (تاریخ احمدیت جلد ۱۷ صفحات ۲۳۰ تا ۲۳۱)

چاقو کا یہ زخم کافی لمبا اور گہرا تھا لیکن دھیرے دھیرے بعد ازاں یہ زخم وقت کیساتھ جلد مندمل ہوتا گیا۔زخم کے مندمل ہو جانے کے باوجود خلیفہ ثانی ہمہ وقت بے چین رہتے تھے۔حملہ کے ایک سال بعد اُنہوں نے اپنا مکمل چیک اَپ کروانے کیلئے یورپ جانے کا فیصلہ کیا۔بعد ازاں یورپ میں زیورچ،ہمبرگ اور لندن کے چوٹی کے سرجنوں نے اِن کے زخم کا اِنتہائی جدید ایکس ریز کیساتھ تفصیلی معائنہ کیا۔جیسا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کتاب کے درج ذیل حوالہ سے ظاہر ہے:۔

"He was examined very thoroughly by top experts in Zurich,Hamburg and London with such assistance as could be drawn from X-ray impressions,etc., and the unanimous conclusion was that the point of the knife had broken at the jugular vein and was embedded in it.The expert advice was that no attempt should be made to extricate it as the risk to his life involved in any such operation was too serious to be worth taking." (Ahmadiyyat, *the renaissance of Islam*) By Muhammad Zafrulla Khan-Tabshir Publications /1978

یورپ کے تینوں بڑے شہروں کے ماہر سرجنوں کی متفقہ رائے یہ تھی کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک ٹوٹ کر شہ رگ میں دھنس گئی تھی۔اُنکی متفقہ رائے یہ بھی تھی کہ اگر ٹوٹی ہوئی نوک شہ رگ سے نکالنے کی کوشش کی گئی تو مریض کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔لہٰذا اُنہوں نے شہ رگ میں دھنسی ہوئی یہ چاقو کی نوک نہیں نکالی۔بعد ازاں دن بدن خلیفہ ثانی کی صحت گرتی گئی۔فالج بھی ہوگیا۔شہ رگ پر حملے کے گیارہ سال آٹھ ماہ تکلیف میں گزار کر بالآخر وہ ۸۔نومبر ۱۹۶۵ء کو فوت ہوگئے۔آگے جانے سے پہلے رسالہ اربعین ہی سے حضرت مہدی

مسیح موعودؑ کا ایک اور اِرشاد یہاں نقل کرتا ہوں ۔آپؑ فرماتے ہیں ۔

''اور قرآن شریف میں صدہا جگہ اِس بات کو پاؤ گے کہ خدا تعالیٰ مفتری علی اللہ کو ہرگز سلامت نہیں چھوڑتا اور اِسی دنیا میں اس کو سزا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے۔'' (اربعین بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی مفتری علی اللہ (جھوٹا مدعی اِلہام) آنحضرت ﷺ کی طرح دعویٰ کے بعد تیئیس (۲۳) سال کا زمانہ نہیں پا سکتا۔ اِسی طرح حضورؑ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ مفتری علی اللہ کو اللہ تعالیٰ نہ صرف ہلاک کرتا ہے بلکہ اسے سزا بھی دیتا ہے۔ اگر کوئی محمودی یہ اعتراض کرے کہ خلیفہ ثانی اِس حملے کے نتیجہ میں فوت نہیں ہوئے تھے۔؟ تو جواباً عرض ہے کہ اگر کسی جھوٹے شخص کی شہ رگ کاٹ کر اللہ تعالیٰ اُسے موقعہ پر ہی ہلاک کر دے تو اِس سے مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہموں کو جو وعید سنائی ہے اُسکی غرض و غایت پوری نہیں ہوسکتی۔ وہ اس طرح کہ جھوٹے ملہم کی ہلاکت (بیشک یہ ہلاکت شہ رگ کے کٹنے سے ہی ہوئی ہو) کے بعد اُس کے مرید تو اُسے مظلوم امام یا شہید یا اور نہ جانے کیا کیا بناتے پھریں گے لہٰذا اِس طرح ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے مفتری کو نہ صرف تیئیس (۲۳) سال سے کم عرصہ میں ہلاک کرے بلکہ اُسے اذیت اور سزا بھی دے تا کہ اُسکے مرید اُسے شہید اعظم وغیرہ نہ بنا سکیں۔ خلیفہ ثانی اگر تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے اپنے دعویٰ کو مثیل بشیر احمد اول تک محدود رکھتے تو وہ ''ولو تقول علینا'' کی گرفت میں ہرگز نہ آتے لیکن اگر وہ ایسا کرتے تو اُسکی اور اُسکی اولاد کی نفسانی خواہشات پوری نہیں ہوسکتی تھیں۔

(۵) تاریخ مذہب میں آج تک کسی ایک ایسے نبی، رسول، مجدد یا مصلح (سوائے مرزا بشیر الدین محمود احمد) کی مثال نہیں ملتی کہ جس نے اپنی زندگی کے آخری دس (۱۰) سال اِنتہائی کسمپرسی اور اذیت میں گزارے ہوں۔

مرزا محمود کا عبرت ناک انجام

جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجے میں پہلے خلیفہ ثانی پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ بعد ازاں وہ مفلوج ہو کر آہستہ آہستہ عبرت کا نشان بنتا چلا گیا۔ وہ دماغی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی اپاہج ہو کر کم و بیش دس سال بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتا رہا۔ زندگی کے آخری دس سالوں میں جماعتی اُمور سے عملاً لاتعلق ہو چکا تھا۔ بطور یاد دہانی دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بیانات اور تاثرات میرے نہیں (کیونکہ میں تو غالباً جس دن خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر حملہ ہوا تھا اُسی دن پیدا ہوا تھا) بلکہ بہت سارے قریبی لوگوں اور رشتہ داروں نے مرزا محمود کی بیماری کے آخری دس سالوں کے متعلق اپنے مشاہدات بیان کیے ہیں۔ اِن قریبی رشتہ داروں میں اُم طاہر کے بھتیجے بھی شامل ہیں۔ چوہدری غلام رسول بزبان سید شہود احمد لکھتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ کا عذاب تو میں نے مرزا محمود احمد کی زندگی کے آخری سالوں میں دیکھ لیا تھا۔ مرزا محمود ذہنی طور پر بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔ جسم سکڑ گیا تھا، زبان گنگ تھی، جسم زخموں سے بھرا ہوا تھا۔ زخموں سے بدبو آتی تھی کوئی آدمی پاس کھڑا نہ ہوسکتا تھا۔ کبھی کبھی اپنا گند منہ پر بھی مل لیتا تھا۔ اس وجہ سے اُسکے ہاتھ باندھ دیئے جاتے ہر وقت سر دائیں بائیں ہلاتا رہتا۔ خاندان کے تمام افراد کو اتنی نفرت تھی اُسکے کمرہ میں جانا پسند نہیں کرتے تھے۔ بیویاں تو بالکل ہی چھوڑ چکی تھیں جو ملازم خدمت کیلئے رکھا تھا وہ بھی بدبو کی وجہ سے ناک پر کپڑا رکھ لیتا۔ مشکل سے خوراک کھلاتا۔ کمرے اور بستر ے کی صفائی کرتا۔ ڈوئی پر کیا عذاب تھا وہ بیچارہ سہاروں سے چل پھر تو سکتا تھا۔ یہ کم بخت تو اپنے پاؤں زمین پر بھی نہیں رکھ سکتا تھا۔ جب لوگوں کو ملاقات کروانی ہوتی تا کہ اُنکی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جا سکے مرزا محمود کو بے ہوشی کا ٹیکا لگا دیا جاتا۔ تمام جسم پر سفید چادر ڈال دی جاتی اور منہ پر میک اَپ کر دیا جاتا خوشبو اُنڈیلی جاتی ہدایت ہوتی کے روپے پھینکتے جاؤ اور چار پائی کے پاس سے گزرتے جاؤ۔'' (ربوہ کا راسپوٹین صفحات ۱۵۶ تا ۱۵۷)

ہوسکتا ہے کہ کوئی برین واشڈ احمدی کہے کہ یہ بیان مخالفت میں دیا ہوگا۔ میرا سوال ہے کہ سید شہود احمد یا مشہود احمد ابن سید محمود اللہ شاہ اُم طاہر کے بھتیجے تھے۔ بھلا اِن کو اپنے پھوپھا وہ بھی نہ صرف خلیفہ ثانی تھا بلکہ مدعی مصلح موعود بھی تھا سے کیا دشمنی ہوسکتی تھی؟ اگر ہم فرض کرلیں کہ یہ بیان مبالغہ آمیز اور مرزا محمود کی دشمنی میں دیا گیا ہے۔ اِسی کتاب میں آگے جا کر مصنف کتاب ہٰذا چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا یہ بیان درج کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا چوہدری محمد ظفر اللہ خاں بھی مرزا محمود کے دشمن تھے؟ طاہر رفیق لکھتے ہیں:۔

''ایک دفعہ چودھری محمد ظفر اللہ صاحب ملاقات کیلئے گئے۔ ملاقات کیا کرنی تھی صرف بیماری کی کیفیت معلوم کرنا تھی۔ اُنکی ملاقات سے پہلے ٹیکہ لگا دیا گیا خوشبو لگائی گئی میک اَپ کیا گیا۔ ملاقات کے بعد چودھری صاحب نے مسجد میں تقریر کی اور کہا میں نے حضور کی جو ناگفتہ بہ حالت دیکھی۔ میں اِسکو بیان نہیں کرسکتا۔ یہ ہمارے بداعمالیوں کا نتیجہ ہے (گویا مرزا محمود احمد ہمارے گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں یہ وہی عیسائیوں کا بدعقیدہ ہے۔ کہ یسوع مسیح ہمارے گناہوں کا بوجھ اُٹھا کر صلیب پر چڑھ گئے)۔ یہ تقریر مرزا رفیع کی زیر صدارت ہو رہی تھی۔ تقریر کے بعد صدارتی تقریر میں مرزا رفیع نے حاضرین کو متنبہ کیا کہ ''حضور'' کی بیماری کے متعلق چودھری صاحب تو تبصرہ کر سکتے لیکن کسی دوسرے کو اِجازت نہیں دی جاسکتی۔'' (ربوہ کا راسپوٹین صفحہ ۱۵۷)

چلو یہاں فرض کرلیں کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بھی مرزا محمود کے پوشیدہ دشمن تھے۔کیا خلیفہ ثانی خود بھی اپنا دشمن تھا؟ وہ اپنے متعلق کہتا ہے:۔

(ا)''مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کیلئے بھی امداد کا محتاج ہوں دو قدم بھی چل نہیں سکتا۔''(ایضاً۔الفضل ۱۲۔اپریل ۱۹۵۵)

(اا)''۲۶۔فروری کو مغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور تھوڑے وقت کیلئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہو گیا۔دماغ کا عمل معطل ہو گیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔''(ایضاً۔الفضل ۲۶۔اپریل ۱۹۵۵)

(ااا)میں اِس وقت بالکل بیکار ہوں۔اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔''(ایضاً۔۲۶۔اپریل ۱۹۵۵ء)

اب خلاصۂ عرض کرتا ہوں کہ مرزا محمود احمد پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی سے باہر ہیں۔سنت اللہ کے مطابق وہ مصلح موعود بن ہی نہیں سکتے۔کیا یہ جھوٹ ہے۔؟ اُس نے دسمبر ۱۹۴۴ء میں حلفاً جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کیا تھا۔کیا یہ جھوٹ ہے۔؟ ۱۰۔مارچ ۱۹۵۴ء کو بوقت پونے چار بجے اُسکی شہ رگ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔کیا یہ جھوٹ ہے۔؟ یورپ کے تین بڑے شہروں کے سرجنوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیا تھا کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک شہ رگ میں دھنسی ہوئی ہے۔کیا یہ جھوٹ ہے۔؟ قطع وتین یعنی شہ رگ کے کٹنے کے نتیجے میں وہ مفلوج ہو گئے تھے۔کیا یہ جھوٹ ہے۔؟ قریباً دس سال تک بستر مرگ پر اَپاہج ہو کر لیٹے رہے۔کیا یہ جھوٹ ہے۔؟ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے جو یہ کہا تھا کہ میں حضور کی نا گفتہ بہ حالت کو بیان نہیں کرسکتا۔کیا یہ جھوٹ ہے۔؟ مرزا محمود احمد کے اپنے بیانات بھی کیا جھوٹ ہیں۔؟ ہرگز نہیں۔اِس طرح مرزا محمود احمد کے انجام نے اُسکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔اِسکے باوجود اگر کوئی برین واشڈ (Brain washed) احمدی مرزا محمود احمد کے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا ماننے کیلئے تیار نہیں ہے تو پھر شاید بقول پروین شاکر کوئی ایسی ہی بات ہوگی۔ ؎ بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی

خلیفہ ثانی کی سچائی کو جانچنے کیلئے خود اُن کا اپنا بیان فرمودہ معیار

اے افرادِ جماعت! خلیفہ ثانی نے دعویٰ مصلح موعود کرتے وقت اپنی سچائی کو پرکھنے کیلئے بذاتِ خود ایک ''معیار'' مقرر فرمایا تھا۔اب اگر وہ اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق اپنے دعویٰ مصلح موعود میں جھوٹے ثابت ہو جائیں تو پھر تمہیں اُن کے دعویٰ مصلح موعود میں اُنہیں جھوٹا مان لینا چاہیے۔خلیفہ ثانی صاحب بمقام لاہور ۱۲۔مارچ ۱۹۴۴ء کو احمدی وغیر احمدی سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

☆میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ اے محمود! میں اپنی ذات کی ہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔یہ خدا کا وعدہ ہے جو اُس نے میرے ساتھ کیا۔میں ایک اِنسان ہونے کی حیثیت سے بیشک دو دن بھی زندہ نہ رہوں مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا جو خدا نے میرے ساتھ کیا کہ وہ میرے ذریعہ سے اشاعت اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کرے گا اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اِسلام مغلوب ہو گیا، اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے اِنکار کرنیوالے غالب آ گئے تو بیشک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا لیکن اگر یہ خبر سچی نکلی تو تم خود سوچ لو تمہارا کیا انجام ہوگا کہ تم نے خدا کی آواز میری زبان سے سنی اور پھر اُسے قبول نہ کیا۔☆(میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں تقریر فرمودہ ۱۲۔مارچ ۱۹۴۴ء بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۳)

خاکسار اپنی کتاب ''غلام مسیح الزماں'' میں بھی اور اپنے دیگر مضامین میں بھی بتا چکا ہے کہ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کو بروز جمعۃ المبارک ایک مبارک سجدہ سے اُٹھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت سارے اِنکشافات فرمائے اور اُن میں ایک یہ بھی تھا کہ اے عبدالغفار! تو ہی وہ ''نشانِ رحمت'' ہے، وہ ''زکی غلام'' ہے جس کا میں نے اپنے برگزیدہ بندے مرزا غلام احمد کی دُعا کے نتیجہ میں اُسے دینے کا وعدہ کیا تھا۔اِس اِنکشاف کے بعد اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز کو ایک مضمون (جس کا نام ''نیکی خدا ہے'' اور دوسرا نام اِس کا ''اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت'' ہے) لکھنے کی توفیق دی۔اِس مضمون میں اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں بیان فرمودہ زکی غلام مسیح الزماں کی مرکزی علامات ظاہر فرما دیں۔مثلاً۔

''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظۡهَرُ الۡاَوَّلِ وَالۡاٰخِرِ. مَظۡهَرُ الۡحَقِّ وَالۡعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔''

وسط دسمبر ۱۹۸۳ء سے لے کر اپریل ۱۹۹۳ء تک میں نے اِن اِلٰہی انکشافات کی روشنی میں ایک کتاب بعنوان ''غلام مسیح الزماں'' لکھی اور اِس عرصہ میں میں نے اِن انکشافات کو سوائے اپنے قریبی رشتہ داروں اور دوست احباب کے کسی اور کو نہ بتایا۔اپریل ۱۹۹۳ء میں میں نے اپنی اِس کتاب کو جو دو حصوں پر مشتمل تھی راہنمائی کے واسطے خلیفہ رابع کی خدمت میں بھیجا۔میری کتاب وصول کر کے خلیفہ رابع بھڑک اُٹھے اور اپنے آپے سے باہر ہو گئے۔بعد ازاں ۱۹۹۳ء سے لے کر ۲۰۰۲ء تک کیا ہوتا رہا۔اِسکی تفصیل میری ویب

سائٹ (www.alghulam.com) پر موجود ہے۔۲۰۰۲ء میں خلیفہ رابع صاحب بڑی دھوم دھام کیساتھ اپنی خلافت کی جوبلی منانے میں مصروف تھے۔تو عین دورانِ جشن مورخہ ۱۰۔جون ۲۰۰۲ء کو میں نے اپنے زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کا تحریری دعویٰ ایک خط اور ایک کتاب کی صورت میں خلیفہ رابع کے آگے رکھ دیا۔میں نے اپنے مفصل خط میں خلیفہ رابع سے درخواست کی کہ آپ میرے اِس دعویٰ کا جماعت احمدیہ میں اعلان کر دیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اگر آپ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں تو آپ اپنے ہی مقرر کردہ ’’ایک سچے انسان کا معیار‘‘ (خطبہ جمعہ ۵۔دسمبر ۱۹۸۵ء) کے مطابق میرے دلائل کو بذریعہ دلائل جھٹلا کر میرے جھوٹ کا پردہ چاک کرنے کیلئے تیار ہو جائیں۔لیکن خلیفہ رابع صاحب میرے تحریری دعویٰ کے بعد’’اپنے ہی مقرر کردہ معیار کے مطابق‘‘ اپنے طرز عمل سے میری سچائی اور اپنے والد کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹا ہونے کی خاموش گواہی دے کر بڑی حسرت اور اُداسی کیساتھ مورخہ اُنیس (۱۹) اپریل ۲۰۰۳ء کے دِن اِس دنیا سے کوچ کر گئے۔اگر کوئی اِسکی تفصیل جاننا چاہے تو وہ اِسے میرے مضمون ’’حضرت مہدی و مسیح موعوؑد اور پیشگوئی محمدی بیگم‘‘ سے ملاحظہ فرما سکتا ہے۔

اب میں’’خلیفہ ثانی کی سچائی کو جانچنے کیلئے خود اُن کے بیان فرمودہ معیار‘‘ کی بات کرتا ہوں۔خاکسار خلیفہ ثانی کے اِس دعویٰ کہ’’اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔۔۔۔اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے انکار کرنیوالے غالب آ گئے تو بیشک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا‘‘ کے جواب میں عرض کرتا ہے کہ میں اپنے اِسی مضمون میں خلیفہ ثانی کے اپنے الفاظ کیساتھ اُسکے’’دعویٰ مصلح موعود‘‘ کا جھوٹا ہونا ثابت کر چکا ہوں۔جس روحانی وجود یعنی مثیل مبارک احمد کے متعلق وہ اپنے الفاظ میں ۱۹۰۸ء میں لکھ چکے ہیں کہ وہ مصلح موعود کسی آئندہ زمانے میں ظاہر ہوگا اور قرآن مجید اور حضورؑ کے مبشر الہامات بھی اُسکے اِس نقطہ نظر کی تصدیق کرتے ہیں۔تو بعد ازاں پھر ۱۹۴۴ء میں قرآن مجید۔زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات اور اپنے تحریری بیان کی نفی کرتے ہوئے وہ بذاتِ خود اِس روحانی وجود (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد) سے متعلقہ اِلہامی پیشگوئی کے مصداق کیسے بن سکتے ہیں۔؟ خلیفہ ثانی تو اِس وقت دنیا میں موجود نہیں ہیں لیکن میں اُسی کے مقرر کردہ معیار کے مطابق اُسکے ماننے والوں یعنی محمودیوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ سب بشمول تمہارا خلیفہ میرے مقابلہ پر آ کر مرزا بشیر الدین محمود احمد کے دعویٰ مصلح موعود کو سچا ثابت کر کے دکھاؤ۔؟ میں آپ سب سے کہتا ہوں کہ آپ کا اپنے گُرو کو سچا ثابت کرنا تو درکنار آپ اُس کا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آنا بھی ثابت نہیں کر سکتے۔خاکسار عرصہ پندرہ (۱۵) سال سے خاموشی کیساتھ اور عرصہ پانچ (۵) سال سے اِعلانیہ آپ سب کے آگے کھڑا ہے اور آپ سب کو اپنے مقابلہ کیلئے بُلا رہا ہے۔اِتنا طویل عرصہ آپ سب (بشمول دو خلیفے رابع اور خامس) کا خاموش رہنا اور میرے مقابلہ پر نہ آنا ثابت کر رہا ہے کہ آپکا گُرو اپنے ہی مقرر کردہ معیار کے مطابق’’مفتری‘‘ تھا۔ ؎

خُدا رُسوا کرے گا تم کو میں اِعزاز پاؤں گا ۔ سُنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنیوالی ہے

آخر میں افرادِ جماعت سے چند گذارشات

(۱) اولاً۔میری آپ سب سے گذارش ہے کہ جب آنحضورﷺ کے متعلق جو پیشگوئی توریت میں بیان ہوئی ہے اِس میں یہودیوں اور نصاریٰ کی آزمائش ہو چکی ہے۔اور جو پیشگوئی آپﷺ نے اپنے روحانی فرزند (مہدی معہود و مسیح موعود) کے متعلق بیان فرمائی تھی اِس میں بھی اُمت محمدیہ کی سخت آزمائش ہو چکی ہے تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے زکی غلام (مصلح موعود) سے متعلقہ اِلہامی پیشگوئی اِمتحان سے خالی کیونکر ہو سکتی تھی۔؟ یقیناً یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کی طرح اِس اِلہامی پیشگوئی میں جماعت احمدیہ کی سخت آزمائش واقع ہوئی ہے۔میں اللہ تعالیٰ کے بڑے واضح اِنکشافات کی روشنی میں آپ سب سے واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ خلیفہ ثانی مصلح موعود نہیں تھے اور اُن کا ’’دعویٰ مصلح موعود‘‘ قطعی طور پر غلط فہمی پر مبنی تھا۔قرآن مجید اور ’’زکی غلام مسیح الزماں‘‘ سے متعلقہ مبشر اِلہامات اُسکے دعویٰ مصلح موعود کی تکذیب کرتے ہوئے اُسے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی سے باہر نکال دیتے ہیں۔اِس اَمر کی تفصیل میری کتاب ’’غلام مسیح الزماں‘‘ اور میرے دیگر مضامین میں موجود ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں جس ’’زکی غلام‘‘ کی بشارت بخشی تھی وہ ’’زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود‘‘ اور ’’مثیلِ مبارک احمد‘‘ الحمدللہ یہی خاکسار ہے۔وہ موعود عصا جسکے منہ پر لکھا ہوا تھا ’’دُعَآء کَ مُستَجَاب‘‘ تیری دعا مقبول ہے۔‘‘ (تذکرہ صفحہ ۳۹۴ بحوالہ کاپی الہامات حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۱۰) وہ ’’موعود عصا‘‘ زکی غلام مسیح الزماں ہی تھا اور وہ یہی عاجز ہے۔میرا یہ خالی دعویٰ نہیں ہے بلکہ میں اپنے دعویٰ کی قطعی، علمی اور اِلہامی دلیل رکھتا ہوں جو کہ میری کتاب ’’غلام مسیح الزماں‘‘ کے حصہ دوم ’’اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت‘‘ پر مشتمل ہے۔مجھ سے پہلے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں آپکی غلطی قابل مواخذہ نہیں تھی کیونکہ آپ سب لاعلم اور بےخبر تھے۔لیکن اب میں ’’غلام مسیح الزماں سے متعلق اِلہامی پیشگوئی کا تجزیہ اور اُسکی حقیقت‘‘ خوب کھول کر آپ کو آپکی اِس غلطی سے آگاہ کر چکا ہوں۔اب بھی اگر تم ’’پیشگوئی مصلح موعود‘‘ سے متعلق اپنے اِس غلط عقیدے سے رُجوع نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے حضور ضرور جوابدہ ہو گے۔

(۲) ثانیاً۔ خاکسار گذارش کرتا ہے کہ جب کوئی مدعی (Complainant) اِستغاثہ یعنی شکایت (Complaint) دائر کرتا ہے تو عدالتوں کا بالعموم یہ طریقہ کار ہوتا ہے کہ وہ مدعا علیہ (Defendant) کو اُس پر لگے ہوئے اِلزام کی بریت کا پورا موقعہ دیتی ہیں اور اُس کے وکلاء (Lawyers) اُس کی بریت یا بے گناہی کے ثبوت عدالت میں پیش کرتے ہیں۔ اِسی طرح مدعی کے وکلاء مدعا اِلیہ پر اِلزام ثابت کرنے کیلئے مختلف ثبوت عدالت میں پیش کرتے ہیں۔ فیصلہ کرنے کیلئے منصف (Judge or arbitrator) مدعی اور مدعا اِلیہ دونوں کی طرف سے پیش کردہ ثبوتوں کا جائزہ لیتا ہے اور پھر جس کے ثبوت میں زیادہ وزن ہوتا ہے اُسکے حق میں فیصلہ یا ڈگری جاری کر دیتا ہے۔ بعض اوقات جرائم کی دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ مدعا اِلیہ اپنے جرم کا یہ کہہ کر کہ ''میں نے فلاں جرم کیا ہے'' بذاتِ خود اِقرار کر لیتا ہے۔ ایسی حالت میں فیصلہ کرنے کے لیے پھر منصف کو کسی قسم کی دِقت نہیں رہتی کیونکہ کسی مجرم کا ''اِقرار جرم'' کر لینا ہی اُس کا اپنے خلاف سب سے بڑا ثبوت ہوتا ہے اور اِس پر منصف اُسکے خلاف بغیر کسی تردُّد اور ہچکچاہٹ کے ڈگری جاری کر دیتا ہے۔ خلیفہ رابع صاحب نے بھی اپنے کسی خطاب میں ''اِقرار جرم'' کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا تھا کہ کسی مجرم کا اپنا اِقرار جرم کر لینا ہی اُس کا اپنے جرم کے خلاف سب سے بڑا ثبوت ہوتا ہے اور اِس ''اِقرار جرم'' کے بعد کسی مجرم کے مجرم ہونے میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ مذہبی دنیا میں بھی ہم دلیل کے اِسی طریق کار کا اِطلاق کر سکتے ہیں۔ اگر کسی اِلہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود) کے مصداق ہونے کے دو (۲) دعویدار ہوں اور اِن دونوں میں سے ایک مدعی کسی وقت یہ تحریری اِقرار کر چکا ہو کہ میں اِس اِلہامی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوں اور یہ کہ اِس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔ بعد ازاں حالات کے موافق (Favourable) ہونے پر وہ اِس اِلہامی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا بذاتِ خود دعویٰ کر دے تو پھر ایسے مدعی مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کیلئے اُس کا اپنا ذاتی اِقرار نامہ (written bond) ہی کافی ہے اور یہ اُسکے جھوٹے ہونے کا سب سے بڑا اور ناقابل تردید (Undeniable) ثبوت ہوگا۔ اب خلیفہ ثانی صاحب ۲۰۔ فروری ۱۹۴۴ء کو حلفاً دعویٰ مصلح موعود کرتے ہیں جبکہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان کے ولیم۔ ۳ نمبر ۶۔ ۷ صفحات ۲۹۷ تا ۳۰۵ پر وہ بذاتِ خود یہ اِقرار کر چکے ہیں کہ ۲۰۔ فروی ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے مصداق زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود (مثیل مبارک احمد) نے کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے اور اُس کا یہی ذاتی اقرار نامہ اُسکے جھوٹا ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ پیارے احمدی بھائیو اور بہنو! آپ میری طرح تقریباً سب پیدائشی احمدی ہیں۔ محمودی نظام جماعت نے ہم سب کے اندر خود ساختہ مصلح موعود کا ایک چھوٹا سا بُت بنا کر رکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل اور رحم فرماتے ہوئے نہ صرف مجھ پر اِس مصلح موعودی بُت کی حقیقت ظاہر فرمائی بلکہ میرے اندر سے اِس بُت کو بھی نکال دیا ہے۔ آپ سے بھی درخواست ہے کہ آپ بھی اِس بدی کو اپنے اندر سے نکال پھینکیں کیونکہ اِسی میں آپ سب کی بھلائی ہے۔

(۳) ثالثاً۔ میری گذارش ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو اِصلاح کیلئے مامور فرماتا ہے تو اُسکی بعثت دراصل ایک عید ہوا کرتی ہے۔ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے بعد آئندہ زمانے میں آپکی جماعت میں جو فتور اور اغلاط پیدا ہونی تھیں اُنکی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو جس ''زکی غلام'' کی بشارت بخشی تھی۔ ایک دوسرے اِلہام میں اِس زکی غلام کو نہ صرف ''مثیل مبارک احمد'' بلکہ اُسکی بعثت کو بھی ''عید'' قرار دیا ہے۔ اِسی طرح ۶، ۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء کو بھی ''زکی غلام'' کی آخری بشارت کے وقت اللہ تعالیٰ نے اُسکے ظہور کو ''عید'' قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ''آمدن عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔'' عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔ یہ اِلہامات بتا رہے ہیں کہ ''غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود'' کا نزول ایک عید ہوگا اور ساتھ ہی اِلہام میں ایک دوسری خبر یہ ہے کہ اُسکے نزول کے وقت جماعتِ احمدیہ کی حالت کچھ اِس طرح بنا دی جائے گی کہ وہ اُسکے نزول کی عید منانے کیلئے یا تو تیار نہیں ہوگی اور یا پھر چاہتے ہوئے بھی عید منا نہیں سکے گی۔ اب سوال یہ ہے کہ ۱۹۱۴ء کے بعد خلیفہ ثانی نے ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر کے اور اُوپر سے ایک جبری نظام جاری کر کے کیا جماعتِ احمدیہ کی ایسی حالت بنا نہیں دی جسکی خبر اِلہام میں پہلے سے دی گئی تھی۔؟

فَتَدَبَّرُوْا اَیُّھَاالْعَاقِلُوْنَ. سوچو اور فکر کرو۔ کیا ہمارے ساتھ وہی کچھ تو نہیں ہو گیا! ؎ وہی قتل بھی کرے ہے ، وہی لے ثواب اُلٹا

(۴) رابعاً۔ اے افرادِ جماعت! یاد رہے کہ جو لوگ مجرم اور غاصب ہوا کرتے ہیں اُنہیں کسی سچے مدعی کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ اُنہیں پتہ ہوتا ہے کہ اگر اُنہوں نے اِس کی طرف توجہ کی تو ہم پکڑے جائیں گے۔ لہٰذا خاموشی بہتر ہے۔ خلیفہ رابع جسکے دورِ خلافت کے آغاز میں روح القدس میرے شامل حال ہوا اور مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو میری سچائی کا لاشعوری گواہ بھی بنایا تھا۔ جب میں نے نظام جماعت کے قواعد وضوابط کے اندر رہتے ہوئے اپنا مقدمہ اُنکے آگے رکھا تو اصل حقیقت اُن پر واضح ہو گئی تھی اور وہ سمجھ چکے تھے کہ میرے والد اور خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود جھوٹا تھا۔ اگر وہ خلیفہ راشد ہوتے تو تقویٰ اور منصب خلافت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ سٹیج پر کھڑے ہو کر اپنے باپ کے دعویٰ مصلح موعود کے نہ صرف جھوٹا ہونے کا اعلان کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُنکے منہ سے بذریعہ اُنکے منظوم کلام جو میری لاشعوری تصدیق کراوائی تھی اِس کا بھی اعلان کرتے۔ لیکن یہ جھوٹا مصلح موعود چونکہ اُنکا باپ تھا لہٰذا باپ کو جھوٹا کہنے کا بھاری پتھر اُن سے اُٹھایا نہ گیا۔ اگر وہ یہ بھاری پتھر اُٹھا لیتے تو پھر ایک طرف تو اپنے باپ کی جماعت اور افرادِ جماعت کیساتھ زیادتیوں کا کسی حد تک مداوا کر جاتے تو دوسری طرف حق کی آواز بلند کرنے کی وجہ سے تاریخ احمدیت میں اِن کا نام بھی کسی اور رنگ میں زندہ رہتا۔ لیکن یہ کام

اُن سے نہ ہوسکا۔ خلافت کے نام پر اِس وقت اِس خاندانی گدی پر اُن کا بھانجا اور نام نہاد مصلح موعود کا نواسہ بیٹھا ہوا ہے۔ عرصہ پانچ (۵) سال سے خاکسار اُسے اپنے مقدمہ کی طرف بُلا رہا ہے۔ مگر کسی نے میری ایک نہ سنی۔ سنتا بھی کون اور کیسے کہ! ؎ بنے ہیں اہل ہوس مدعی بھی منصف بھی۔ کسے وکیل کریں کس سے منصفی چاہیں

(۵) آخر میں احبابِ جماعت احمدیہ سے ہمیشہ کی طرح میری یہی درخواست ہے کہ وہ نظام جماعت کے ہاتھوں پہنچنے والی تکالیف سے دِل برداشتہ نہ ہوں۔ مذہب کے نام پر اُنکے جذبات اِحساسات اور عزت نفس کا جو خون کیا جاتا اور کیا جارہا ہے وہ اِنشاءاللہ رائیگاں نہیں جائے گا۔ بلکہ رنگ لائے گا۔ ''وہ لوگ'' جو دین اِسلام خصوصاً روحِ اِسلام سے بے خبر اور اپنے ضمیر کو گروی (کہ وہ اطاعت کے چکروں میں سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔ وہ غلط باتوں اور فیصلوں کی اطاعت پر بھی مجبور ہیں) رکھ کر عہدوں اور مفادات کی سیاست میں ملوث ہوکر بہت دُور جاچکے ہیں، چندکلیوں پر قناعت کر گئے ہیں، اَب اُنکی من مانیوں کا یہ سلسلہ زیادہ دیر اور دُور تک نہیں چلے گا۔ میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ ''سحر کی ناگنوں'' کا اِختتام اور انجام قریب ہے۔ وہ دن قریب آتے ہیں۔ میری آپ سے بس یہی عاجزانہ درخواست ہے کہ ایک تو آپ فرمانِ اِلٰہی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ ط کے مطابق صبر اور نماز کیساتھ دُعاؤں میں لگے رہیں۔ اللہ تعالیٰ سے راہنمائی طلب کریں۔ اور دوسری یہ کہ حالات خواہ کچھ بھی ہوں اور جیسا کہ میں نے اپنے مورخہ ۱۹۔ مارچ ۲۰۰۸ء والے مضمون بعنوان ''ایک تکلیف دہ خبر'' میں بھی لکھا ہے کہ آپ بانئے سلسلہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے دامن کو نہ چھوڑیں۔ اور نہ ہی اِس کشتی سے اُتریں۔ ہاں اُن عاقبت نااندیشوں کو ضرور پکڑیں جو اِس میں سوراخ کررہے ہیں۔ میں یہاں ضمناً یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جس طرح جماعت کی قیادت پر یہ لازم ہے کہ وہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرنے کی بجائے (۱) میرے دعویٰ کو جھٹلائے (۲) مجھے جھوٹا ثابت کرے اور (۳) جماعت کی درست سمت کی جانب راہنمائی کرے۔ اِسی طرح آپ پر یہ لازم ہے کہ جس وقت تک جماعت ایسا نہیں کرتی اُس وقت تک کم ازکم میری بات ضرور توجہ اور غور سے سنیں۔ اور دیکھیں کہ دلائل کے محاذ پر کون پسپا ہورہا ہے اور کس کی پیش رفت ہورہی ہے۔ گویا میرے دعویٰ کے بعد اگر ایک ذمہ داری جماعتی قیادت پر آن پڑی ہے تو ایک دوسری ذمہ داری آپکی بھی ہے۔ (اِس لحاظ سے زیرنظر مقدمہ کے تینوں فریق جماعتی تاریخ کے ایک نازک موڑ پر کھڑے ہیں!) اور جب آپ یہ مرحلہ بخوبی سر کرلیں تو پھر آپ اپنے وجدان کے مطابق فیصلہ دے دیں۔ اگر آپ کا فیصلہ میرے حق میں ہوتو پھر میرے ہاتھوں میں ہاتھ دیں تا اللہ کی کہی ہوئی یہ بات پوری ہو کہ ''وہ اِسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔'' دُعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔ آخر میں اُن لوگوں کی خدمت میں جنکے ہاتھوں میں جماعتِ احمدیہ کی بھاگ ڈور ہے خاکسار بڑے ادب اور درد کیساتھ درخواست کرتا ہے کہ جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوچکا ہے۔ وہ اب واپس نہیں ہوسکتا۔ اب جماعتِ احمدیہ کی اِسی میں بھلائی ہے کہ وہ عالم اِسلام کے مشہور فلسفی الکندی (۸۰۱ء۔۸۷۳ء) کی اِس خوبصورت نصیحت کو پلے باندھ کر اِس سے فائدہ اُٹھائے۔ میری آپ سب کیلئے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اِسکی توفیق عطا فرمائے آمین۔

☆ ہمارے لیے یہی مناسب ہے کہ ہم سچائی تسلیم کرنے میں نہ شرمائیں اور جہاں کہیں سے بھی وہ حاصل ہو اِسے اپنے میں جذب کرلیں۔
جو سچائی کی تلاش میں نکلتا ہے، اُس کیلئے خود سچائی سے زیادہ کوئی شئے قیمتی نہیں ہے۔ یہ اُسے کبھی کم حیثیت نہیں بناتی، کبھی رسوا نہیں کرتی۔ ☆

الحمد للّٰہ اولاً و اٰخرًا ھو مولٰنا نعم المولیٰ و نعم النصیر

و السَّلام علےٰ من اتبع الھدیٰ

آپ کا مخلص

عبدالغفار جنبہ/ مورخہ ۲۷۔ اکتوبر ۲۰۰۸ء

☆☆☆☆☆